TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222420

UNIVERSAL LIBRARY

ان دنوں توفیق خالق کون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان سے

دیوان غالب

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں بطبع مزین مقبول جہان ہوا

1969
1962 11ء74
تنقیح
650
CHECKED 1968

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسکہ تھا ہر داغ سوزش سے تنِ مہجور کا
جل گیا لکھتے ہی پھاہا مرہمِ کافور کا

دیکھیے گر عالم وہ اُسکے چہرۂ پرنور کا
سنگ میں مثلِ شرر چھپ جائے شعلہ طور کا

وا انگشت شہادت ہے یہ اثباتِ حق
کیونکہ دعویٰ کر سکے باطل کوئی منصور کا

ہیں یہ داغِ دل نہیں سوزش ہے جسکے سامنے
آفتابِ حشر بھی اک قرص ہی کافور کا

لائقِ غارا کنی فرہاد اے شیریں نہیں
عاشقوں سے کام لیتا ہے کوئی مزدور کا

قابلِ بارِ امانت تھا تو یہ آدم ہی تھا
کب اٹھا ارض و سما سے بوجھ اس مزدور کا

منزلِ مقصود تک پہونچیں گے کیونکر ہم ضعیف
پاؤں اٹھ سکتے نہیں اور ہے ارادہ دور کا

Checked

چھوٹے ہے فوارہ خون ہر بن مو سے
ٹانکا کوئی شاید دل صد چاک کا ٹوٹا

مغرب سے جو خورشید ہو آج نمایان
کیا تکمہ گلوے بت بیباک کا ٹوٹا

یہ سنگ حوادث فلک سفلہ نے مارے
ہر عضو مرے کالبد خاک کا ٹوٹا

دم ٹوٹ گیا بادہ پرستون کا چمن مین
گلشن مین اگر خوشہ کوئی تاک کا ٹوٹا

سو بار یم گریہ مرا جوش پہ آیا
تختہ نہ کوئی کشتی افلاک کا ٹوٹا

مت باندھ سر سنبل بیتاب کو اس مین
کیا لطف جو حلقہ تری فتراک کا ٹوٹا

ٹھکرایا تھا کیون اُسنے مرے سنگ لحد کو
ناخن جو ترے توسن چالاک کا ٹوٹا

نظارۂ خوبان سے یہ آنکھین نہ ہوئین سیر
رشتہ نہ ہماری نگہ پاک کا ٹوٹا

پتال تاک سوکھ گیا موسم گرما
پانی نہ چہ دیدۂ نمناک کا ٹوٹا

وہ موج سبک لطمہ ہون اس بحر مین غافل
دل جس سے نہ خار و خس و خاشاک کا ٹوٹا

۳

ابر دو دو آہ سوزان گر ہوا پر چھائیگا
ہے یقین عالم مین انگارونکا مینھ برسائیگا

میرے نالونکے نہ جبتک تازیانے کھائیگا
کب سمند چرخ کجرو راستی پر آئیگا

سقدر مین اگر ہوتا بر آنا مطلب دل کا ‏ نہ رہتا نامری جانب کو اٹھکر ہاتھ قاتل کا

نہین آسان تڑپتے دیکھ سکنا ہمسے بسمل کا ‏ یہی باعث ہی جو منہ پھر گیا شمشیر قاتل کا

غبار دشت مجنون کو بھی لیلی ہی محبت تھی ‏ بگولا جو اٹھا اسنے نچوڑا ساتھ محمل کا

طرف گرداب کے کھینچے ہی دست موج دامن کو ‏ جو بحر عشق سے کرتا ہی کوئی قصد ساحل کا

وہ سرو دلفریب آیا ہی پھر سیر اے قمری ‏ مقام رشک ہی ہونا چمن مین سرو مائل کا

زمین عشق مین ہم دانہ ہا اشک بوتے ہین ‏ بجز لا حاصلی خرمن نہین کچھ اپنے حاصل کا

وہ شاہ ظلم پیشہ حسن کی دولت مین گم ہے ‏ کہ جسکو داد خواہون پر گمان ہوتا ہی سائل کا

بیابان گردی مجنون کا پھری شور صحرا مین ‏ چکا دی پائے خفتہ کو ہمارے غل سلاسل کا

وہ آئینے مین صورت دیکھکر اپنی یہ کہتا ہی ‏ نہین ہی آج دنیا مین کوئی میرے مقابل کا

چھڑایا ایک ہی تلوار مین زندان ہستی سے ‏ وہاں زخم سے واجب ہی مجکو شکر قاتل کا

تقرب ہی اگر منظور تو مل دور باشون سے ‏ کہ میل راہ سے اکثر نشان ملتا ہی منزل کا

بہار خط خوبان سے ہین آثار خزان پیدا ‏ عبث تو شیفتہ ہی اسقدر اس خط باطل کا

عزیز اس سے نکیجیو گر وہ مانگی جان شیرین بھی ‏ جواب تلخ سے دل توڑیے ہرگز نہ سائل کا

قتل عشاق پہ باندھی نہیں گر تمنے کمر
ہر طرف کو ہے یہ پھر گنج شہیدان کیسا

کیون نہ مظلومی دلبر مجھے رونا آئے
گھر گیا جاکے میان صف مژگان کیسا

اسکے ہر بوسے مین ہم پاتے ہین شکر کا مزا
ہے ذقن کا تری ای شوخ نمکدان کیسا

گرتے ہی چشم سے آنسو کا ملا پھر نہ پتا
مل گیا خاک مین یہ گوہر غلطان کیسا

پشت پا توڑ کے نکلا جو چبھا تلوے مین
تیز اس دشت کا ہی خار مغیلان کیسا

ناخن دست جنونکی مین کہون کیا تیزی
چاک سینے کو کیا اسنے گریبان کیسا

نہ زمین ہوتی ہی شق اور نہ فلک پھٹتا ہے
نالہ کرتا ہے تو غافل شب ہجران کیسا

درد آشنا جہان مین کوئی مجھسا کم ہوا
گر غیر بھی ہوا تو مجھے اسکا غم ہوا

گو سیر ہاتھ لکھنے کی بابت قلم ہوا
تسپر نہ شوق نامہ نویسی کا کم ہوا

انمین سے ایک کی بھی نہ آئی ہمین خبر
جو قافلہ روانہ ملک عدم ہوا

کیا کیا نہ سرکشونکی وہان گردنین جھکین
پیدا جہان اسکا پنجہ جب مع علم ہوا

جبتک درست صنع نہ تھی ایک سنگ تھا
ہمنے تراشا تب کہین وہ بت صنم ہوا

غافل نہ جسکی یاد سے مین ایکدم ہوا
دل خستگان عشق کا رونا نہ کم ہوا
آنکھین جو خشک ہو گئین [illegible] ہوا
حال فراق جسمین ہمارا رقم ہوا
اس خط کا حرف سے نہ کوئی [illegible] ہوا
نکلا نہ داغ دل سے ہمارا تو کوئی کام
نہ وہ چراغ دیر نہ شمع حرم ہوا
واقف ہوئے جو حال جہان خراب سے
[illegible]

مضمون

[illegible]

مضمون سوز دل جو لکھا خط مین یار کو | کھولا لفافہ اُسنے تو شعلہ علم ہوا
کاغذ بہا پھرا کف دریا کی طرح سے | آنسو تھین نہ نامہ ہمارا رقم ہوا
نالان تھا دو نہین ایک جہان جسکے ہاتھ سے | باندھی جفا پر اُسنے کمر اب ستم ہوا
لکھا جو مین نے واقعہ دل کا ماجرا | گریان ہوئی دوات تو نالان قلم ہوا

غافل کہ کام کچھ نہین ان اہل جاہ سے
اُسکی بلا سے کوئی اگر ذی حشم ہوا

مرنے زندہ ہوتی ہین جا بجا یہ حال کا | قم باذنی ہے گر نالہ تری خلخال کا
نالہ کش زیر قدم ہو دل اسی پامال کا | درد آگین ہی جو شیون یار کی خلخال کا
جامہ شبنم سے بھی جس گل کا چھلتا ہو بدن | چاہیے کیا ایسے نازک تن کو کپڑا اچھال کا
چاہتا ہی یہ غرہ حسن ای رشک پری | ہاتھ مین جو روکے ہو پایہ ترے کھپال کا
ہو گئی صرف خزان ای گل بہار چار باغ | جبسے دیکھا رنگ تیرے چنپئی رومال کا
سر پہ اک دن اضطراب دل قیامت لائیگا | حشر کے آثار ہین آنا ابھی بھونچال کا
بسکہ رہتا ہی ہمارے مرغ دل کا منتظر | دیدۂ مشتاق ہی ہر ایک حلقہ جال کا

ردیف لام ٦

[illegible]

مر گئے پریان ہی حیوانون سے بدتر آدمی
گفش پا مین بھی نہین مصرف ہی اسکی کھال کا

حب زر کا ہے مآل کار تاریکی قلب
یعنی ہوتا ہی سیہ دیوار و در ٹکسال کا

بوسۂ لب کب تنک خوروں سے وہ رکھے دریغ
طوطی خط کو دیا ہو جسنے دانہ خال کا

فیض صحبت تیرہ بختون کو اثر کرتا نہین
مزرعۂ خط مین ہو کب سر سبز دانہ خال کا

آشنائے بحر الفت جیسے اے غافل ہین ہم
سو نس کا اندیشہ ہے ہمکو نہ ڈر گھڑیال کا

مجلس افروز جو شب چہرۂ جانانہ ہوا
گردن شمع کو خنجر پر پروانہ ہوا

استخوان تن مجنون کہین کھائے ہونگے
سگ لیلے کو یہ ہم سنتے ہین دیوانہ ہوا

نشۂ مے نے کیا بند دو عالم سے رہا
خط آزادی ہمین تو خط پیمانہ ہوا

چین ابرو مین نہ رکھ تو کہ برا عیب ہے یہ
کاٹتی کم ہے وہ جس تیغ مین دندانہ ہوا

فرق خوردی سے کب آتا ہی بزرگی مین مری
داخل سبحہ ہے چھوٹا بھی اگر دانہ ہوا

کس توقع پہ کرے خدمت محبوب کوئی
تار گیسو سے رفو کب جگر شانہ ہوا

خلوت قدس مین جا ملتی ہی مجذوبون کو
وہی اسکا ہو جو آپ سے بیگانہ ہوا

[illegible]

ہاے اطوار ادا سمجھ کے شکرانہ ہوا
اشتیاق رخ و گیسو مین ترسے دل میرا
سوانگ لایا کے آئینہ تماشا نہ ہوا

کام آیا نہ برے وقت کوئی اے غافل
جسکو سمجھا تھا مین اپنا وہی بیگانہ ہوا

رات پھرے پہ جو وا طرۂ جانانہ ہوا
ایک تو دیوانہ تھا مین اور بھی دیوانہ ہوا

[illegible]

یاد ہین اس کف رنگین کے یہ خون رو یا ہین
کسنے الٹا رخ رنگین سے چمن ہین پڑا

غیرت صحن گلستان جو اکا شانہ ہوا
رشک یاقوت جو شبنم کا ہر اک دانہ ہوا

قصہ درد مرا جسنے سنا ہو غافل
کب پسند آسکے بھلا اور کا افسانہ ہوا

آفت جان فقط یار کا انداز ہوا
جی کے دشمن ہین سبھی غمزہ ہوا ناز ہوا

توسن ناز کی کیون باگ نہین لیتے ہو
خون سے گلرنگ تو میدان تک و تاز ہوا

کونسا وصل کا اسلوب تھا میرے انکے
ان تو ہے تو مرا کام خدا ساز ہوا

کیون تہ تیغ سے ہم آئینہ دل کو توڑین
کب یہ شایان نگاہ غلط انداز ہوا

نالہ کش جسکی جدائی مین رہا ہین برسون
ایکدم بھی نہ مرا آکے وہ دمساز ہوا

کھیل ہی یار کو ٹھوکر سے جلا نا مردے
فخر کیا اسکا جو عیسی سے یہ اعجاز ہوا

جسسے آہنگ سنی اسنے مرے نالے کی
پھر نہ مرغ چمنی زمزمہ پرداز ہوا

بسکہ گل آتی ہے اتبک مرے پیراہن سے
وصل کی رات لپٹنا ترا غماز ہوا

پاس ٹہلاتی ہے لیلی ترے دیوانے کو
قیس دل خستہ کا کس درجہ اعزاز ہوا

ہمسر اسکے قد موزون کا پڑا تھا سایہ
وہ نہال چمنی سرو سزاوار ہوا

جو سخن نکلا ترے لب سے وہ اعجاز ہوا
[illegible]

پے زینت لاکا جل کا تل آنے بنایا ہے
غضب ہوگا اگر وسے سر دہ خال ذقن بگڑا

کہیں شیشہ لونڈھا ہے ادہر کہیں ہے واژگوں ساغر
ترے اٹھنے سے اے بیکش یہ طور انجمن بگڑا

بنائے ظلم گردوں کو کیا ہے کسنے مستحکم
نے بگڑے نے گھر اور نہ یہ قصر کہن بگڑا

قلم ہوئیگا ای مشاطہ تیرا ہاتھ شانہ سے
اگر زلفیں بنانے میں کوئی پیچ و شکن بگڑا

کیا ہو ہم مری جانب سے کسنے زلف مشکیں کو
جو مجھسے کسطرح یہ لشکر شاہ ختن بگڑا

موافق سے ہر اک شے زیب دیتی ہے زمانے میں
لگی بستی جہاں آئی یہ جانو بیں بگڑا

عجب انداز سے انگڑائی لی اُس سیم تن بانی
نہ سینہ کج ہوا اسکا نہ اک زرہ دہن بگڑا

اگرچہ میں نے دو غزلیں کہیں اس بحر میں غافل
بناوٹ اسکو کہتے ہیں نہ انداز سخن بگڑا

یہی قدر شرافت کیا زمانے کا چلن بگڑا
رذالے اینٹھتے پھرتے ہیں ایسا بانکپن بگڑا

موئے پر بھی ہوئے ممنون نقاش محبت ہم
بنا تصویر دیا رجو حرف کفن بگڑا

گذارا کعبہ و بتخانہ میں ہو کسطرح میرا
ادھر تو شیخ بگڑا ہے ادھر ہے برہمن بگڑا

خرابی اس بنا ہستی فانی کی مت پوچھو
حباب آب جو کی طرح بنکر قصر تن بگڑا

[illegible]

ہر صبح جو گریبان کرتا ہو چاک اپنا | کیا جانے گوش گل مین کیا کہہ جاتی ہے صبا کیا
ناحق زبان شمع محفل کی کاٹتے ہین | اس کم سخن نے کوئی بتلاؤ تو کہا کیا
ہنگام عرض مطلب آتا ہے یاد اسکا | تکرار سے یہ کہنا پھر کہیے تو کہا کیا

در پردہ گر نہین ہے شوق نظارہ تمکو
چھپ چھپ کے پھر وہ غافل چلمن سے جھانکتا کیا

گر خط مین رقم صفت گیسوے تبان ہوتا | اغلب کہ میرا خامہ مار دو زبان ہوتا
گلشن مین وہ خوش قامت گر جلوہ کناں ہوتا | جیون چاہیے یہ دبے پاؤن شمشاد روان ہوتا
صحرا مین وہ گر میری زنجیر کا غل سنتا | لیلی کی طرح مجنون پردے مین نہان ہوتا
گر ضبط نکرتا مین فرقت مین تو کیا کرتا | روتا تو لہو بہتا جلتا تو دھوان ہوتا
ہے سد رہ وحشت زنجیر مری ورنہ | زندان مین نہ تا مین کیا جانے کہان ہوتا
نظارۂ خوبان کی تو بھی ہوس جاتی | حلقہ مری آنکھون کا گر آئینہ دان ہوتا
تمکین سے ترے اے بت ظاہر ہے کہ تجھسے | کرتا نہ کبھی باتین گو تیرے دہان ہوتا
ہم خانہ خرابونکو جو رہنے کی جا دیتا | اسکے لیے جنت مین تعمیر مکان ہوتا

اب وہ زمین معدن یاقوت ہی جہان
توڑا تھا اُس صنم نے پیالہ شراب کا

یکتائی چاہتی ہے یہ حسن غیور کی
ہو نخفے میں بھی نہ ورق آفتاب کا

کیا کیا یہان نہ شکلین بنین اور بگڑگئین
ہستی بھی اک نمونہ ہی موج حباب کا

غافل اگرچہ پیش نظر کچھ نہیں ولے
آنکھوں مین پھر رہا ہی سمان شب کے خواب کا

زلفوں سے اُسنے کام لیا ہی نقاب کا
ہین تیرہ بخت کیون نہون گشتہ حجاب کا

اُلٹا ہی کسنے چہرے سے گوشہ نقاب کا
جو آج اسطرف کو ہی منہ آفتاب کا

خیرات بانٹتی تھی جہان چشم دُرفشان
تھا دست موج بحر مین کاسہ حباب کا

پروانے کے حضور جلایا نہ شمع کو
بلبل کے آگے پھول نہ توڑا گلاب کا

ترک شراب بھی جو کرونگا تو محتسب
توڑونگا تیرے سر سے پیالہ شراب کا

تیری جلے ہوونکی اُگا خاک سے جو نخل
ہر اک ثمر مین اُسکے مزا تھا کباب کا

ظلمت نشین ہین ایک ہمین ورنہ صبحدم
گھر مین ہر ایک کے ہی گذر آفتاب کا

اے گل عرق فشان ہو مری خاک گور پر
ہے قبر پر ثواب چھڑکن گلاب کا

جلنے میں تا در میں جگر سوختگان عشق
آتش یہ رنگ سرخ ہوا اکثر کباب کا

کہتے ہیں جسکو چرخ مکوکب نجوم دان
ہے کرم خوردہ اک ورق اپنی کتاب کا

قسمت یہ نارسا ہے جسے میں نے خط دیا
وہ مرغ نامہ بر ہوا طعمہ عقاب کا

کب کا ملال میں ہون کسی سے نہ دے طلب
ڈھونڈھے نہ شہسوار سہارا رکاب کا

جانے دیا نہ ہمکو فرشتون نے افلاک
نالے کو میرے حکم ہے تیر شہاب کا

محشر میں پوچھتا ہی نہیں جب کوئی ہمین
کیا نامہ گم ہوا ہی ہمارے حساب کا

خاموشی میں نہ ٹال سوال فقیر کو
بہتر ہے اس ندیمی سے دینا جواب کا

وہ بادہ کش ہون گر ہون سر ہاتھ بھی قلم
جیون شاخ گل چھٹے نہ پیالہ شراب کا

تھی رنگ عارضی سے نفر زبس ہمین
باندھا نہ ہمنے شعر میں مضمون خضاب کا

اس خاکدان میں ہے مجھے غافل یہ آرزو
گر ہون غبار بھی تو در بوتراب کا

ہمین نہ یہ شب لیس دیوار اسکی خواب آیا
کھلی تب آنکھ کہ جب سر پر آفتاب آیا

وہ تیرہ روز ہون جسکے سیاہ خانے میں
نہ آفتاب ہی آیا نہ ماہتاب آیا

نکلے نہ آئی حیا در میں حجاب آیا
کیا ہے شمع نے جو چاک پردہ فانوس
کوئی تو محفل خوبان میں بے نقاب آیا
ملال مذہب رندان میں ہے یہ آب کی طرح
ہم انتظار میں ہیں ہر شراب آیا
جواب بھی آئے تو قاصد سے ہو گیا ناک گر
نہ جو کیا وہ تری نازکی سے دریا میں

رہا نہ خالی زمانہ کبھی حسینوں سے
جو ماہتاب گیا یاں سے آفتاب آیا

فراق مہ وشاں میں بسکہ رویا ہوں
کمر تلک مری سو بار سیل آب آیا

لگا لیا اُسے آنکھوں سے اپنی خوش ہو کر
پری کے ہاتھ جو وہ حلقۂ رکاب آیا

نظر نہ ٹھہرے گی خورشید حسن پر اُسکے
وہ یہ سمجھ کے مری آگے بے نقاب آیا

میں آپ جاؤنگا قاصد کی کل خبر لینے
اگر نہ آج بھی خط کا مری جواب آیا

مگر یہ دید کے قابل نہیں تھا بحر جہان
عدم سے بند کیے آنکھ جو حباب آیا

قصور ہمسے تو کچھ بھی نہیں ہوا غافل
یہ کیا سبب ہے کہ وہ بر سر عتاب آیا

ہے زہر حق میں تیری دولت کا یہ ذخیرا
زردار ہی تو اکثر مرتا ہے کھا کے ہیرا

وہ تشنہ لب ہوں کریں صحرا کی سمت جو جان
چشمے تو سوکھ جائیں نایاب ہو وطیرا

کسکی صفائے تن کا کشتہ ہوں جو زمیں میں
ہر ریزہ استخوان کا چمکے ہے جیسے ہیرا

گر تو نکو تھام رکھے کیونکر وہ دست رنگین
ممکن نہیں کہ ہووے مرجان کا پنبہ ہیرا

سیلاب اشک میرا طوفان کرے جو برپا
اک پل میں ڈوب جا سیلاں کا بھی جزیرا

آدمی کی خلقت مین جتنے ہین گوہر لگے
ہر ایک اصل انکی عنصری ہوا کہ شیرا

حیرت کی جا ہی خط رخسار ماہ پریان
گلہائے یاسمین مین پیدا ہوا ہے زیرا

رخ سعدی تو ہی سبزہ کو دونہ جھت
بوئین نکہت اسکا پیدا جہان ہو ہیرا

کیا غیر نے کہا وہ جو آپنے نہ مانا
اک عرض میری اصلا ہوتی نہین پذیرا

مستون کے سر پہ سایہ کرتا نہ ابر رحمت
ناصح جو بادہ نوشی ہوتی گنہ کبیرا

ہم فلسفو نکو ہرگز ڈر چور کا نہین ہے
کیا یان پڑا ہی لیکا جسکو اٹھائی گیرا

مژگان سے بھی گرے ہیر آنسو رہا تو
در نجف تھا آگے اور اب بنا یہ ہیرا

با شاعران نشین غافل مرا چہ کار است
خوش کردہ ایم طرز اشعار مصحفی را

کسکی صفائے تن سے نادم ہوا ہی ہیرا
جو پردۂ زمین مین جا کر چھپا ہے ہیرا

گلشن مین دیکھ تیرے دانتونکو ای گل تر
شبنم کی طرح پانی ہوکر بہا ہے ہیرا

یاد صفائے ناخن دشمن ہوئی ہے جی کی
ہاتھون سے تیرے مجکو کھانا پڑا ہی ہیرا

سینے مین جب اجالے لی ہر زمین ہمنے
خوش طالعی سے کنکر تیرہ بنا ہی ہیرا

کیونکہ غالب تھے سطوِ صحرا کے جنون	گل کھلاتے ہیں مرے آبلہ پا کیا کیا
اسی خوشی پہ تو سو باتیں سنائیں اس نے	بولتا میں تو وہ کیا جانیے کہتا کیا کیا
کیون نہ ماتم کدہ دہر میں حیرت برسے	خاک میں ملتے ہیں آئینہ سیما کیا کیا

دختر رز کی ذرا دیکھو شوخی غافل
جلوہ کرتی ہے پس پردۂ مینا کیا کیا

پائے بوسی سے کیسی گل کی ہے مایوس حنا	اے صبا ملتی ہے جو نت کف افسوس حنا
کیا ترے ہاتھ کا چوری سے لیا تھا بوسہ	ہے جو زنجیر خط دست میں محبوس حنا
پیش ازین تو تھے یہ میرے دم رنگین	اب تو ان دست نگارین کی ہے مانوس حنا
آتشیں رنگ سی اسکے یہی ڈر ہے مجکو	پھونک دیوے نہ کہیں خانہ ناموس حنا
دیکھکر کیون نہیں غرق بخون ہو لالہ	تیرے پانوں کی ہے رشک گل فردوس حنا
آتش رشک میں جل بھنکے ہوا خاکستر	پائے رنگیں کی تری دیکھ کے طاؤس حنا
خبر مرگ عدو سنتے ہی کی ہاتھوں سے دور	تو نے بندھوائی تھی کس ساعت منحوس حنا
دل خون گشتہ غافل کی رسائی کب ہے	جس پری کی نہ ہوئی ہو قدم بوس حنا

نعت

[illegible]

نسبت عشق سے آپہر بھی مجھے شک آیا
فوج غم سے نہیں آتی ہے اگر دل پہ شکست

ضعف سے زرد اگر چہرۂ بیمار ہوا
کیوں ہمارا علم آہ نگوں سار ہوا

کتنی برگشتہ ہے تقدیر ہماری غافل
دل دیا جسکو وہی در پے آزار ہوا

بسکہ کی ہائے جنون نے مری طاقت پیدا
غل سے زنجیر کے ہے شور قیامت پیدا

شرم عصیان سے عجب کیا ہے اگر ہو دفنا
سرنگوں ہوئے مرا سبزۂ تربت پیدا

جان دی اور نہ احسان لیا یاروں کا
مجھسا ہووے تو کوئی صاحب ہمت پیدا

نور سینے کا ترے وہ کوئی پا سکتا ہے
گل مہتاب کرے لاکھ صباحت پیدا

خنجر ناز سے گر ذبح کرے وہ قاتل
خوبرو یونکو بھی ہو شوق شہادت پیدا

دود دل اپنا اگر یوں ہی رہیگا چھایا
حشر تک ہوگی نہ صبح شب فرقت پیدا

مرتبہ دیکھکے مومن کا کہیں گے کافر
کاش کرتے نہ ہمیں روز قیامت پیدا

خط ہمارا یہ یقین ہے کہ جلا دیگا
کہ تری وضع سے ہوتی ہے شرارت پیدا

عرق انفعال سے ہم نامہ لکھیں گے تجکو
آگ دکھلاتی ہے تا ہوئی عبارت پیدا

[illegible]

بزم میں وا جو نقاب رخ جاناں ہوگا — کوئی بیخود کوئی ششدر کوئی حیراں ہوگا

بوے گل مجھکو ستاتی ہی قفس میں یارب — بند کب رخنۂ دیوار گلستاں ہوگا

دست فریاد ہر اک قبر سے ہوویگا بلند — گذر اُسکا جو سر گور غریباں ہوگا

داد گر قاضی و مفتی نہیں دیتے تو نہ دیں — خون ناحق کا مرے کوئی تو پرساں ہوگا

روز ہجراں کو گھٹادے جو شب وصل کیطرح — تجھسے کیا یہ بھی نہ اے گردش دوراں ہوگا

چھپکے بیٹھے گا کہاں ہمسے وہ خورشید لقا — دن کو تو ہوگا عیاں شب کو جو پنہاں ہوگا

جسپہ پڑجائیگا وحشت کا ہماری سایہ — وہ بھی آوارۂ صحرا و بیاباں ہوگا

میں تو طول شب ہجراں سے بہ تنگ آیا ہوں — چاک کب صبح قیامت کا گریباں ہوگا

باغ میں جائیے کیا خاک کہ اُس بن ہمسے — غنچہ بولیگا نہ گل ہی کوئی خنداں ہوگا

رنج و ایذا ہی میں بہتر ہے جو گذرے اوقات — یاد آئیگا وہ جب عیش کا ساماں ہوگا

مزرعۂ خشک تمنا جو نہوگا سیراب — اور کیا تمسے بھلا اے دیدۂ گریاں ہوگا

شرر اشک جو آنکھوں سے گرینگے اسپر — غیرت کاغذ آتش زدہ داماں ہوگا

ناخن دست جنوں کی جو یہی ہے تیزی — چاک پھر سینہ بھی ہمراہ گریباں ہوگا

خط اور زیب عارض جانانہ ہوگیا
رونق چمن کی سبزۂ بیگانہ ہوگیا

جیون غنچہ کاسۂ سر شوق شراب مین
لگا سبو بنا گرہ پیمانہ ہوگیا

اسکو بھی کیا نظارۂ عاشق نے اشک تھا
جو چشم مہر روزن کاشانہ ہوگیا

آنسو جو پونچھے دست حنائی سے یار نے
یاقوت سرخ اشک کا ہر دانہ ہوگیا

پینا رسے ہی کھاتا ہے جھڑپ اب تو آپکا
کیا آدمی سے وہ سگ دیوانہ ہوگیا

نکلا حصار حلقۂ گیسو سے چھوڑ دو
ایک فوج سرکشیدہ جیسے شانہ ہوگیا

بزم چمن مین رات کو آیا جو محتسب
رندون کے آگے سبزہ بیگانہ ہوگیا

ہے بیقرار شعلۂ آتش جو سنگ مین
کیا گل چراغ مرقد پروانہ ہوگیا

گلشن مین رات دیکھکے اس رشک شمع کو
ہر ایک برگ گل پر پروانہ ہوگیا

گذرا خیال جب اسے زینت کا باغ مین
زلفون کا اسکے غنچۂ گل شانہ ہوگیا

خجلت سے اس نگار کی یہ رو دیے ہم
آنسو کا دانہ سبحہ کا ہر دانہ ہوگیا

راحت نصیب وہ ہون کہ غافل پس فنا
کنج مزار بھی مجھے تہ خانہ ہوگیا

ہین تیرے گریہ ناک جہان وقف خاک مین | بنتا ہے ابر دان کی زمین کے غبار کا
نکلے نہ جان سوختہ تر ہے تو خوب ہے | اچھا ہے قید سنگ مین ہنا شرار کا
ہر رشتہ حیات ہی سے جسم کی نمود | وابستہ ہی طلسم یہ سب ایک تار کا
آوازۂ دہل ہے انا الحق کا بولنا | منصور کا کھیل ہے چڑھنا یہ دار کا
سائل کب اہل زر سے ہو ہستی تہی حرا | غنچے کے آگے ہاتھ نہ پھیلے چنار کا
ہم یاسمین زرد ہین باغ زمانہ مین | یکسان ہے رنگ اپنی خزان و بہار کا
سرمہ لگا کے یار چھپاتا ہے مجھ سے آنکھ | کشتہ ہون اس بہانہ دنبالہ دار کا
کھایا بغیر صید نہ اس ترک نے طعام | ایسا مزا پڑا ہے کباب شکار کا
ہر کشتہ کو ملے نہ بیان تبۂ شہید | ہر ایک انتخاب ہو روزگار کا
اب تک جو بدرکاب ہے یہ توسن فلک | شاید چڑھا ہوا ہے کسی کم سوار کا

کیونکر نہ عشق چشم مین غافل کھلا کرے
بیمار کا سا حال ہو بیماردار کا

مسیا شبنم گل مین ہو آب و دانہ بلبل کا | ہو باغ دہر مین حاصل کسی رتبہ تو گل کا

ساماں کرنے لگا تیغ نگاہ یار کا
بارے آئینے نے بھی اتنا جگر پیدا کیا

ہمسے کچھ پروا نہ تھا جبتک کہ رسوائی نہ تھی
منھ چھپایا اُسنے جب نو زنہار پیدا کیا

وائے قسمت کعبۂ مقصود تک پہنچے نہ ہم
گم ہوئی طاقت اگر زاد سفر پیدا کیا

صندلی رنگت تری آخر بلائے جان ہوئی
دل لگا یا تجھسے کیا اک درد سر پیدا کیا

جیمیں آتا ہے چمن بند قضا سے پوچھیے
کیوں نہال آرزو کو بے ثمر پیدا کیا

آدمی ہے اک نمونہ قدرت اللہ کا
قطرۂ ناپاک سے ایسا گہر پیدا کیا

عاشقی کا لطف پیری میں ہیں کیا فائدہ
سوز دل تو نے جو اے شمع سحر پیدا کیا

میری کشت خشک پر ہے قطرہ افشانی کا قصد
حوصلہ تو نے بھی یہ ای ابر تر پیدا کیا

بنکے بجلی میرے نالہ عاقبت مجھپر گرا
گر اثر پیدا کیا تو یہ اثر پیدا کیا

وصل کی شب ہوشگانی میری غافل دیکھنا
ڈھونڈھ کر باتوں میں وہ موئے کمر پیدا کیا

تب صفت لعل لبکا ترے کچھ بیاں ہوا
جب برگ گل زباں ہوئی غنچہ دہاں ہوا

افسانہ خلق میں مرا راز نہاں ہوا
آنسو بہا جو منھ پہ عرق کا گماں ہوا

دُرِ دندان کی ترے دیکھے آب
پانی پانی ہے چشمہ کوثر کا

صفِ مژگان پہ یون ہے غمزہ محیط
جیسے پلٹن پہ حکم افسر کا

خط بڑھا اور بھی منڈانے سے
مٹ سکے کب لکھا مقدر کا

تیرہ بختون کا نامہ بر ہے وہی
ہے سیہ رنگ جس کبوتر کا

کارفرمائی پر جو آئے عشق
کام شیشے سے لیوے پتھر کا

تاجِ شاہی ہے یہ کلاہِ نمد
بوریا تخت ہے سکندر کا

قد سے اُس گل کے کیا اُسی نسبت
کب ہے بوٹا سا قد صنوبر کا

ساق سیمین کی تب لکھون تعریف
تار زر ہو جو تار مسطر کا

عہد مین چشم مست کے تیرے
دور دو دن رہا نہ ساغر کا

کون تھا رات کو ترا ہمخواب
پھول کمھلا گیا جو بستر کا

کوچہ گردی نہین شعار مرا
سنگ بھی ہون مین تو ایک ہی گھر کا

خط شکایت کا جسمین باندھا تھا
خون مین ڈوبا وہ پر کبوتر کا

تیغ ابرو کا کیا بیان کیجے
دم پھڑکتا ہے اسیر خنجر کا

غم ہجران نے مجھے مار رکھا آخر کار | ایک مدت سے یہ دشمن مری تدبیر مین تھا
رکھدیا مین نے گلا آپ ہی خنجر کے تلے | ورنہ جلاد کو تو شک مری تقصیر مین تھا
واہ رے شوق شہادت کہ دم آخر بھی | دھیان بسمل کا تری برش شمشیر مین تھا
بات مین ہمنے شرابی کی نپایا وہ لطف | جیسا لکنت کا مزا یار کی تقریر مین تھا

جستجو کس گل تر کی تھی مجھے اے غافل
مین جو آوارہ ہر اک گلشن کشمیر مین تھا

ہر عضو بدن ایک سے ہر ایک ترا خوب | سینے کی صفائی سے ہے چہرے کی صفا خوب
قاصد کے بدن پر الف زخم لگے ہین | خط کا مرے لکھا یہ جواب آپ نے کیا خوب
آگاہ نہین ہے کوئی احوال سے میرے | جو مجھپہ گزرتی ہے وہ جانے ہے خدا خوب
بن بن کے دہن حلقۂ گیسوے مسلسل | لوٹے ہی ترے بوسۂ عارض کا مزا خوب
ابتر ہوا جو شعر کہا زلف کا تیری | باندھا کوئی مضمون حنا کا تو بندھا خوب
مدفون کیا تیری ہی گلی مین آتے آخر | پائی تری عاشق نے پس مرگ بھی جا خوب
وہ چاند ہی شب ماہ تو رہتا ہے نہفتہ | مدت ہوئی دیکھا نہین وہ ماہ چھپا خوب

غل نہ کر یاں کون ہی فریاد رس ای عندلیب
گوش گل کے پردے پھٹ جاینگے بس ای عندلیب

کاروان گل سفر شاید چمن سے کر گیا
آج جو نالان ہی تو مثل جرس ای عندلیب

چل دکھلا دین کسیکا عارض رنگین تجھے
گل کی صورت کو گئی ہی تو ترس ای عندلیب

چھپے دل کھولکر دو دن تو کرلے باغ مین
عاقبت تو ہوگی اور کنج قفس ای عندلیب

نالۂ آتش فشانکی میری مت تقلید کر
آشیانے تیرے ہین خار و خس ای عندلیب

وزدی گل پر کمر باندھی ہی باد صبح نے
چاہیے گلشن مین اب کو عسس اے عندلیب

ایک گل بھی آجتک پہونچا نہ تیری داد کو
بہتر اس نالے سے ہی ضبط نفس ای عندلیب

ہم تو یان الجھے ہین دام الفت صیاد مین
لوٹ تو گل کے مزے اپنی برس ای عندلیب

راز دل تو ہمسے اپنا کس لیے کہتی نہین
گل سوا اب کون ہی یان پیش و پس ای عندلیب

یار ہو کنج چمن ہو بادہ ہو مہتاب ہو
تب کہین نکلے مری دلکی ہوس ای عندلیب

چادر گل قبر پر اسکی چڑھانا بعد مرگ
تجھسے رکھتا ہے یہ غافل ملتمس ای عندلیب

نالۂ محزون ہی کسکا ہم نواے عندلیب
گوش دل سے گل جو سنتا ہی صداے عندلیب

باغباں نے جو نکالا اسکو بھی گلزار سے — سبزہ بیگانہ تھا کیا آشنائے عندلیب

حسن ذاتی کو بھی کیا درکار زیب عارضی — غنچۂ گل کب ہے محتاج حنائے عندلیب

افسر شاہی ہے غنچہ تختۂ گل تخت ہے — سایۂ ہر برگ ہے بال ہمائے عندلیب

پیرہن میں پھر نہ وہ پھولے سمائے باغ میں — عطر گل ہوئے اگر زیب قبائے عندلیب

دیکھتی بعد خزاں شوخی حسینان چمن — کچھ وفا کرتی جو عمر بے بقائے عندلیب

ہم وہ منصف ہیں کہ دعوئی پر خط گلزار ہیں — رات دن لکھتی رہے ہیں ماجرائے عندلیب

وہ مریض عشق ہے ممکن نہیں اسکی دوا — ہو زر گل بھی اگر صرف دوائے عندلیب

بلبل نالاں کو بھی جانا تھا ہمراہ بہار — کاروان گل کو لازم تھا درائے عندلیب

جوش پر ہے اسقدر خون شہیدان چمن — ہو گیا گلرنگ دشت کربلائے عندلیب

غنچۂ خاطر شگفتہ ہو تو اس تنگی پہ بھی — خود قفس ہوجائے باغ دلکشائے عندلیب

ہم اگر تعلیم دہ ہوتے نہ اے غافل تو پھر
کون سنتا نالۂ رنگین ادائے عندلیب

گل سے ہے عارض تو قد یار درخت — کب ہوا ایسا بہار دار درخت

دست رنگین کا اسکے کشتہ ہوں [illegible]

چپ جگہ دفن تھا یہ سوختہ جان — [illegible]

زینت خانۂ باغ کون ہے آج — [illegible] بار دار درخت

برگ ملتے ہیں جو کف افسوس

[illegible]

عالم شیب مین ہون یون غافل
باغ مین جیسے بے بہار درخت

آنے سے میری گھر کے تمھین عار ہی عبث
اقرار جب کیا تو پھر انکار ہی عبث

ہر چاک زخم اب تو جگر تک پہونچ چکا
فکر رفوے سینۂ افگار ہی عبث

آتے نہین کسیکی عیادت کو خوبرو
اے دل تو اس امید پہ بیمار ہی عبث

دشمن کے کام کرنے لگا اب تو دوست بھی
تو ای رقیب درپے آزار ہی عبث

چھو جائی نہ زلف دبھی جو رخسار کو
اس سے امید بوسۂ رخسار ہی عبث

گلبن سے کم نہین ہی یہ رنگین قفس ترا
ای عندلیب خواہش گلزار ہی عبث

بے یار ہو رہا ہے سیہ اندنون جہان
دزدو نکو آرزوی شب تار ہی عبث

کیا جانے چھپکے بیٹھ رہا کسکے گھر وہ شوخ
غافل خراب کوچہ و بازار ہے عبث

یاد آتے ہین کسیکے پھول سے رخسار سرخ
روتے روتے ہوگئی چشم دریا بار سرخ

عارضی ہے مجھ مریض عشق کا رنگ نشاط
تپ کی شدت سے ہو جیسے چہرۂ بیمار سرخ

زرد ہے چہرہ ہمارا اور روے یار سرخ
اس سے بہتر ہے جو خون عاشقان سے لال ہو
لطف کیا گر رنگ سے تیری ہوئی تلوار سرخ
گر انھین تسلیم دیوے ناز رنگین حنا
مثل طوطی عندلیبون کی بھی ہو منقار سرخ
کوئی روتا بھی ہے اے غافل تو رونے کی طرح
اشک خون سے ہو ترے دامن کا ہر اک تار سرخ

آگے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
نہ رہی دشت مین خالی مری جا میرے بعد
[illegible] میان مین رہے جو کی تیغ جفا میرے بعد
[illegible] ظالم میرے بعد
[illegible] میرے بعد
[illegible] میرے بعد
[illegible] میرے بعد
کوئی لیتا بھی نہین نام وفا میرے بعد
[illegible] میرے بعد
باغ مین خاک اڑائیگی صبا میرے بعد

[illegible]

[illegible]

چاک اسی غم سے گریباں کیا ہی مین نے | کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد
اب تو ہنس ہنس کے لگاتا ہی وہ مہندی لیکن | خون رلائیگا اُسے رنگ حنا میرے بعد
مین تو گلزار سے دلتنگ چلا غنچہ روسا | مجکو کیا پھر جو کوئی پھول کھلا میرے بعد
وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح | پہلے مین آتا ہون اور باد صبا میرے بعد
سنکے مرنے کی خبر یار مرے گھر آیا | یعنی مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد
ذبح کرکے مجھے نادم یہ ہوا وہ قاتل | ہاتھ مین پھر کبھی خنجر نہ لیا میرے بعد
میری ہی زمزمہ سنجی سے چمن تھا آباد | کیا صیاد نے اک اک کو رہا میرے بعد
آگیا بیچ مین اس زلف کی اک مین ناداں | نہوا کوئی گرفتار بلا میرے بعد
قتل تو کرتے ہو پر خوب ہی پچھتاؤگے | مجھسا ملنے کا نہین اہل وفا میرے بعد
برگ گل لائی صبا قبر پہ میرے نہ نسیم | پھر گئی ایسی زمانے کی ہوا میرے بعد
گر پڑے آنکھ سے اسکی بھی یکایک آنسو | ذکر محفل مین جو کچھ میرا ہوا میرے بعد
تیغ شمشیر ہی سوچ ہی مقتل مین مجھے | دیکھیے اب کسے لاتی ہی قضا میرے بعد
شرط یاری یہی ہے دی ہو کہ تونے غافل | بھول کر بھی نہ مجھے یاد کیا میرے بعد

[illegible]

گریبان ہی مین حالت ہو نہ ہو دامن مین تار
اے جنون چھوڑا نہ تو نے ایک پیراہن مین تار

بیضۂ بلبل ابھی بنتے پھرین مثل حباب
ہم اگر رونے کا اپنے باندھ دین گلشن مین تار

کیونکہ جائے گلشن رخسار تک مرغ نظر
حلقہ حلقہ دام کے مانند ہین چلمن مین تار

عشق بتان مین ہم اسے زنار سمجھے اے جنون
بچ رہے گر جیب کے دو چار بھی گردن مین تار

بنگیا وہ نافۂ مشکین در شانہ کشی
اُس نے رکھدی زلفوں کی جس روزن مین تار

بے سبب دل سے صدائے آہ ہوتی ہے بلند
خود بخود رہتا ہے سارے جسم کا شیون مین تار

دیکھکر زخموں کو میرے خون روتی اسقدر
بنگیا رشک رگ گل دیدۂ سوزن مین تار

گر یہی چالاکی دست جنون ہے بعد مرگ
تو کفن کا ایک رہنے کا نہین مدفن مین تار

کیا کہون مین کاٹ شمشیر نگاہ یار کا
صاف اے غافل گذر جاتا ہے جون صابن مین تار

خط مشکین یہ نہین ہے عارض دلدار پر
رہگیا ہے جل کے سبزہ آتش رخسار پر

حملہ یون کرتی ہے غفلت مردم ہشیار پر
جسطرح ہوئے ہجوم خواب شب بیدار پر

مرگیا ہون ایک گل کی سرخی رخسار پر
غسل میت مجکو دینا تختۂ گلزار پر

خال عنبر فام ہو پشت لب دلدار پر — مہر کی ہے یا کہ یہ درج در شہوار پر

کیوں ہوں کوتاہی ہو بوسے کی تکرار پر — کیا رہا قصے میں نوبت آئی جب تلوار پر

واریے گل کو اگر تیرے گل رخسار پر — کھینچیے نرگس کو صدقے نرگس بیمار پر

مائل حسن انکو ہوں لیکہ باغ دہر میں — گل کے اوپر جا پڑے گر ہاتھ ڈالوں خار پر

برق ہی نالاں تھی اک ماتم فرہاد میں — ابر بھی آٹھ آٹھ آنسو رو گیا کہسار پر

یاد آیا میکہ جب کچھ طاقت پرواز تھی — چہچہے کرتے تھے ہم بھی باغ کی دیوار پر

ایک بھی دیکھا نہ ہمنے مہر و مہ کا مشتری — گرتے ہیں گاہک ہزاروں جنس حسن یار پر

میرے خون گرم میں تاثیر ہی شراب کی — چھالے پڑ جائینگے لاکھوں یار کی تلوار پر

صورت فرہاد پھر جاتی ہے آنکھوں کے تلے — چشمۂ شیریں نظر آتا ہی جس کہسار پر

ایک قطرہ گر عرق کا اسکو چہرے سے گرا — لاکھوں پانی کے گھڑے پڑ جائینگے گلزار پر

آمد آمد سنکے تیری او مسیحائے زماں — رنگ رفتہ آ گیا پھر چہرۂ بیمار پر

خانۂ نقاش میں ہوتا جو رنگ اتحاد — کھینچتا تصویر بلبل باغ کی دیوار پر

درد مند عشق کی بالیں سے ہٹ ای شور حشر — بات چلا کر نہیں کرتے سر بیمار پر

ہمکو تا بام قفس طاقت پرواز نہیں — چہچہے کرتے ہیں جب باغ کی دیواروں پر

اس طرح آئے وہ دریا سے نہا کر باہر — [illegible]

مرد صحرائی کو بھی شہر خوش آتا ہی کہین
نہ رہے گھر مین پلا ہو جو کبوتر باہر

قدم اُٹھتا نہین جولے دل دیوانہ ترا
کس پر پڑنے یہ عرفے سے کیا سر باہر

جو تونگر ہو اُسے قید مکان لازم ہے
مرد درویش ہین ہی ایک ہین گھر باہر

موج زن ایسا ہے دریاے محبت غافل
جسکے گرداب سے نکلے نہ شناور باہر

پڑا ہی عکس کسکے سیمین بدن کا صحن گلشن پر
بہار برگ دادوی نظر آتی ہے سوسن پر

عبث بیٹھی ہے بلبل بھولکر شاخ نشیمن پر
گریبان گل نے پھاڑا ہی مری فریاد و شیون پر

کسا ہی آج کس ترک شکار افگن نے توسن پر
گریبان کو ہی حکم حلقہ فتراک گردن پر

ترے جانے سے یہ صدمہ ہوا گلہاے گلشن پر
گلے رکھ رکھ دیے غنچون نے تیغ برگ سوسن پر

یہ کسکے سبزۂ خط نے جلا کر مجکو مارا تھا
جو سبزہ جل رہا ہی مثل شمع سبز مدفن پر

نہ پوچھو کچھ ہمارے مزرعۂ الفت کے حاصل کی
بچے گر برق سے تو قبضہ حاکم ہو خرمن پر

خدا کیواسطے قاتل نہ دھو خون شہیدانکو
بھلی لگتی ہے سرخی تیری تیغ سبز آہن پر

خلش مژگان کی یاد آتی ہی کیا آنکھ لگائی مین
جو خون زخم کا قطرہ ہی رقصان نوک سوزن پر

جسے پاتا ہوں جاتی گوہر اشک مدت سے
صدف کی طرح میں بہتا ہوں اپنی جیب و دامن پر

تری کاکل میں تیا نہ الجھا کر ڈرتا ہی جی میرا
کہیں اٹھ کر نہ ڈس جائے کہ رکھتی ہی یہ ناگن پر

عداوت کا سبب کیا ای رقیب رو سیہ ہمسے
جو تو مرتا ہی ابرو پر تو ہم مرتے ہیں جوبن پر

پڑا ہے تیری سفاکی کا جب سے شور عالم میں
دعائے حفظ جان سب نے لکھوائی ہی جوشن پر

مبارک ہے فرش دائم سنجاب منعم کو
کہ ہم مائل ہیں جاڑے میں خاک گرم گلخن پر

نرہ امین جو تو دیکھا ہیان تست نیا میں
نظر رکھتے ہیں مرغ دانہ چاہیں سنگ فلاخن پر

صفائے قلب سے آئینہ خورشید میں ہم ہو
غبار آیا کسی سے کب ہماری طرح روشن پر

اسیر ناتوان ہوں کیا کہوں قتل ای قاتل
خراش طوق بھی کرتا ہی کام تیغ گردن پر

زلیں ہی انتظار اس کے آنے کا میت
گل نرگس کا عالم ہی ہے زندان کے روزن پر

دہان یار سا مرہم ہے عمار زخم نہانی
رفو کرنے کی اسکے تہمت بیجا ہی سوزن پر

حقیقت کے طالب نہیں حسن مجازی کے
گل تصویر کا چہرہ ہو گو رنگ و روغن پر

پسینا ہوں سیہ مرد کو منہ پر زیب دیتا ہی
گہر جیسے خوشنما لگتا ہی کار کوفت آہن پر

وہاں تخم محبت ہم نے بویا ہی یہاں غافل
گرے دہقان پہ بجلی اور پڑے آگ خرمن پر

[illegible]

وہ مسیحا دم نہ بیٹھیگا جو پہلو کے قریب / کسطرح ہوئیگا یہ درد دل رنجور دور
بام پر وہ مہر طلعت شب کو گر آیا نہ تھا / ہو گیا ای ماہ کیون چہرے سے تیرے نور دور
ٹھیس تجھ کی نہ لگجائے کہین اس لعل کو / اپنے لب سے اک ذرا رکھ ساغر بلور دور
لطف ہے امرد پرستی کا ہی باغ خلد مین / پاس بیٹھے جبکہ غلمان اور رکھے حور دور
یہ بھی ہے قدرت خدا کی ای بت حق ناشناس / غیر تیرے پاس بیٹھین اور بیٹھین ہم دور دور
کیونکہ یاران عدم رفتہ کا ہو معلوم حال / جا بسے ہمسے ہزارون کوس وہ مغفور دور
طالب دیدار ہون مین بھی تو موسی کیطرح / مجھسے ناحق بھاگتی پھرتی ہے برق طور دور
یارب اتنی تو دعا میکشان ہووے قبول / سر سے مستونکے نہووے سایہ انگور دور

ہین تصور مین قرین غافل حسینان دکن
گرچہ ہمسے ہے بہت وہ کشور معمور دور

تنہا نہ دست غم سے گریبان ہے تار تار / پیرزے جو تن مین ہے تو دامان ہے تار تار
اے رشک مہر جامہ زرتار کا ترے / مثل خط شعاع درخشان ہے تار تار
رگ رگ مین شور نالہ پنہان ہے بھرا ہوا / ساز بدن کا مائل افغان ہے تار تار

پھرکین نہ نمک سینۂ افگار کے اوپر
جو بندگی حق کرے ہو خاص وہ بندہ / موقوف نہین کافر و دیندار کے اوپر
صیاد کی گی قفس بہار اور بھی تو نے / رکھا نہ قفس باغ کی دیوار کے اوپر
جو باغ مین نرگس کا مرے ہاتھ لگا پھول / صدقے کیا اس نرگس بیمار کے اوپر
یہ گریہ کی شدت ہے ٹھہرتا نہین اک دم / رومال مرے دیدۂ خونبار کے اوپر

[illegible]

جسگھڑی فوج خزان گلشن مین صف آرا ہوئی — کام آئے سب سے پہلے مرد میدان بہار
پارۂ الماس ہے پروانونکو اشک شمع — برق جان بلبلان ہی روئے خندان بہار
آئے گلشن مین جو ملبوس یوسف گل پیرہن — ہو دے بازار چمن مین تختہ دکان بہار
کونسا دل ہی نہین ہی جسمین رنگ آرزو — طالب گل ہی کوئی اور کوئی خواہان بہار
دیدۂ خونبار کو تعلیم گریہ دی اسے — شبنم گل سے ابھی پیدا ہو طوفان بہار
آب رنگ گل ہمارے گریۂ خونین سے ہی — دیدۂ پرخون ہی اپنا پیر سامان بہار
باغ عالم کو بھی اک رنگ پر رہتے نہین — آج ہی اسمین خزان تو کل ہی دوران بہار
ترک جان سے سقدر حاصل ہوئی انکو خوشی — ہنس رہی ہین مثل گل زخم شہیدان بہار
موسم گل ہی چمن سے مت نکال ای باغبان — اندنون جوبن پر آئے ہین جوانان بہار
جان بلبل نے اگر دی بھی تو زیر نخل گل — کس قدر رہتا اس ستم دیدہ کو ارمان بہار
فصل گل آنے تو دی انکی چمن مین ای صبا — دست گستاخ اپنا ہوگا اور گریبان بہار
گر غبار خط سے نکلے عارض رنگین ترا — خاک مین ملجائے ساری شوکت و شان بہار
کونسا گل اس چمن مین ہی جہان بلبل نہین — شاکی جور خزان ممنون احسان بہار

ہر موج بحر دامن ساحل مین چھپ گئی
کھینچا ہی کس نے یہ تجھے آغوش ہم مین

جنت کی دیکھ دیکھ تری آستین پہ خط
بالہون کے پڑ گئے ہین تن نازنین پہ خط

غافل ہے جو جہان مین سلیمان ملک فقر
وہ کھینچتا ہے نسخ کا تاج و نگین پہ خط

موج سرشک ہو جو نہ زنجیر پاے شمع
مجلس مین میری قبر پہ آ رو کے آے شمع

اس حسن عارضی کو ذرا بھی نہین فروغ
کب روشنی ہو گر کوئی دن کو جلاے شمع

عاشق کے گر اثر نہو سوز و گداز مین
پروانہ جل مرے تو نہ آنسو بہاے شمع

اللہ رے میرے کلبۂ احزان کی تیرگی
سائے کا حکم رکھتی ہے جسمین ضیاے شمع

خندان کبھی ہے اور کبھی گریان میان بزم
کھلتا نہین کسی پہ بیان ماجراے شمع

تو وہ ہی جسپہ مرتے ہین حور و ملک پری
دیکھا نہ جز پتنگ کوئی مبتلاے شمع

غم مین اگر پتنگ کی ہے چاک جیب صبح
شام سیاہ پوش ہے صرف عزاے شمع

ہر ہر کے صدقے اسکے نہ کیون ہو فدائی پتنگ
دیکھا نہین ہے آنکھ سے تو نے سواے شمع

پروانہ مجھسے کہنے لگا اسکو دیکھکر
آ اسپہ مین نثار ہون تو ہو فداے شمع

آتش رخسار جانان شعلہ در جیسے ہوئی
زلف شبگون مین نہان آکر کیا نظارہ شمع

کچھ سر زینت نہین ورنہ پر پروانہ کو
اپنی زلفون دو چہیان کا تاجی شانہ شمع

جلکے مرجائیگا پروانہ اگر آتش سے بچ
کون اٹھائیگا ترے بعد نازِ شوقِ دانہ شمع

حال عاشق کی خبر ہوتی نہین معشوق کو
محرم راز اپنا پروانہ ہی او بیگانہ شمع

روشنی اک شب تو کرتے مرقد مجنون پہ ہم
گر بجھا دیتی نہ باد صرصر ویرانہ شمع

دستگیری گر کسی پروانہ افتادہ کی
حق تعالی نے دیے ہین تجکو دست شانہ شمع

پہلے تو جلتی ہی پروانے سے ہراک بزم مین
مجکو بجاتی ہی یہ تیری ہمت مردانہ شمع

خامشی مین کب کٹیگی یہ شب طول فراق
اپنا کچھ قصہ کہے میں اُس سے افسانہ شمع

اٹھ گئے محفل سے سب حیران ہی یہ اب تک کھڑی
کسکی صورت دیکھکر بھولی سے راہ خانہ شمع

جسپہ مین تا ہون وہی مجھپہ رہتا ہی فدا
ہی عجب پھرتی ہی یان گرد سر پروانہ شمع

تو وہ ہی اٹھکی اگر محفل سے گھر جانے لگے
ہاتھ دامن کی طرف دوڑا کے گستاخانہ شمع

ہی وہ پائے لنگ سے معذور ورنہ بزم سے
چند گام آتی اُسے لینے کو مشتاقانہ شمع

کیون پتنگا گر رکھتا کسی کا شعلہ بار
دشت مجنون مین جو لیلی شب کو لائی ہی کبھی
غول صحرائی دکھاتے ہین بیابان مین چراغ
برق اندازی اگر سیکھے سے سفاک کی
جل چکا تو فانہ گبر و مسلمان مین چراغ
غیر کے محتاج مردان خدا ہوتے نہین
حسن یوسف سے ہی تھا روشن چہ کنعان مین چراغ
گر ہو بینائی تو کچھ حال درون آئے نظر

[illegible]

روشنی کیا چاہیے ہم تیرہ روز فلکو تنگ
واسطے تیری جلاؤ ہیں شبستان میں چراغ

سینہ و ساعد کی تیری اللہ اللہ ری ضیا
آستین میں شمع روشن ہے گریبان میں چراغ

کار روغن سے رہا ہے گریہ بلبل عشق
کیون نہ ہو دونکی رہیں روشن گلستان میں چراغ

کیا مداوا دہ کرے سوز دل پروانہ کا
اسقدر رکھتا نہیں ہے محفل و ربا میں چراغ

ہم ہیں پروانے کی رویا شب ہماری تیرہ
دیکھ انگشت تاسف اسکی زندہ میں چراغ

گور سے بھی تیرگی از بسکہ تھی ہم میں فزون
ہمنے گھبرا کر جلائے روز ہجران میں چراغ

گور ہو کوئی تو ہم مجبور ہیں ورنہ یہان
معنی روشن سے ہی سر بیت دیوان میں چراغ

سوز کم ہوتا نہیں ہے میرے تن محرور کا
تا گیا کافور ملے جسم سوزان میں چراغ

حال پر یہ ہم اسیر دیکھ شب اسکا دل جلا
صبح تک دھنتا رہا سر نیاز زندان میں چراغ

ٹھنڈی سانسون سے ہماری محفل معشوق میں
پر سے پروانہ نہان رکھتا ہے دامان میں چراغ

گرم رفتاری جو کی ناقے نے شبکو نجد میں
بنگیا ہر نقش پا اسکا بیابان میں چراغ

روے روشن کا ترے مجکو رہتا گر خیال
ہاتھ آتا کب مری شام غریبان میں چراغ

جیتے جی غافل فروغ جاہ ہے بعد از فنا
جلتے دیکھا ایک منعم کے نہ ایوان میں چراغ

گردش فلک کی کرتی ہے کار زبان تیغ

کیسا نافہ لیلی کو بیابان سے تعلق
کیونکر نہ پسینا ہو ترے سبزۂ خط پر
کب اپنی بلاؤن سے وہ بیچارہ برآمد
ہو جسکو خط و خال و زنخدان سے تعلق
اگر دست درازی ہی یہی تیری جنون کی
دامن کو رہیگا نہ گریبان سے تعلق
دنیا مین پس از مرگ ہی اے روح ہماری

کیا صدائے نغمہ نکلی جلنے مین پروانے کے
وجد مین آکر ہلانے جو لگا گردن چراغ

عکس افگن ہوئے ہو دریا مین اگر وہ شعلہ رو
موج تو بہتی بنے گرداب جاوے بن چراغ

داغ دل ہی دل کے خاطر باعث حفظ بلا
خانہ جن ہی نہو جس قصر مین روشن چراغ

گلستان دہر مین تجھسا نہ نکلا ایک گل
چارسو ڈھونڈھے جو لیکر لالۂ گلشن چراغ

خوش نصیبی پر مجھے اسکی نہ آوے کیونکہ رشک
بعد مردن ہو جس پروانے کا مسکن چراغ

شاعر بے مایہ کب محفل مین پاتا ہی فروغ
اجتک جلتی کہین دیکھا نہ بے روغن چراغ

کیا کسی جان سوختہ کی قبر سے گزرا ہے تو
بن رہا ہی جو ہر اک نعل سم توسن چراغ

سوز دل سینے مین چھپتا ہی چھپانے سے کوئی
کیا ہر پروانہ رکھیگا تہ دامن چراغ

خفتہ و مردہ برابر ہین یہ کہتی ہین مثل
کسلیے اپنا بجھاتے ہین ہم دم خفتن چراغ

حسن زیب عارضی پر لطف ہوتا نہین
کب ہو بزم دہر مین محتاج پیراہن چراغ

چاہیے سامان شب کیا اسکو جن مکس کا ہو
ہاتھ تکیہ خاک بستر شعلۂ گلخن چراغ

تیرہ بختی پر ترحم اسکی کراے شمع حسن
عمر کی شب بہی نہو جسکے سر مدفن چراغ

آہ و نالے سے مری اٹھین یہ کالی آندھیان
اپنی گھر مین انکو لوگون نے کیا روشن چراغ

۳۷

دیوان غافل

اپنے رونے کی غافل کچھ بھی ہے خبر تجھکو
خون مین تر تو دامن سے ہو گیا گریبان تک

چشم خونبار سا برسے نہ کبھو پانی ایک
ابر ہر چند کرے اپنا لہو پانی ایک

شست و سو نامہ اعمال کی جسمین ہووے
برس ہی ابر کرم ہمیشہ تو پانی ایک

تا کبھو پانی نے مین بھی نہ چھپا زخم کا خون
کام آیا نہ مرے وقت رفو پانی ایک

آج تک اشک مری آنکھ کے گرتے ہین سفید
ظرف مین اپنے یہ رکھتا ہے سبو پانی ایک

تا مگر ابر مژہ اپنا تو برسا سو بار
نہوا موج زنان تا بگلو پانی ایک

ہم تری چال سے دیکھو نہ ہارین کہ مرغ
بازی دشوار ہی تجھسے تو عدو پانی ایک

بازی مرغ مین بھی ہار رہی غافل کی
تجھسے جیتا نہ دو ای عمر بدہ جو پانی ایک

کیونکر یہ تف اشک سے مژگان مین لگی آگ
شبنم سی کہین بھی ہے گلستان مین لگی آگ

نہ آنسو سے دھوان نکلے ہے نہ شعلہ اٹھے ہے
یہ طرفہ ہمارے دل نالان مین لگی آگ

آتش جو بجھائے تن پر داغ کی بھڑکی
دامن سے بجھائی تو گریبان مین لگی آگ

منع تاراج چمن سے ہمکو کر سکتا نہیں
دو پہر کو تو نہ توڑا کیجیے چن چن کے پھول

گلشن جنت کی زینت ایسی کرتے ہیں ملک
صبحدم لے لیکے تیرے مرقد ہی مجلس کے پھول

خوشبوئے گلشن سے گل اڑکے آتے ہیں یہان
آج ہیں گر زینت بیابان میں صبا کیسکے پھول

یاسمن سے کیون نہ ہو دلکو ہمارے رفتگی
بستر دہقان میں رکھتا ہے اپنی اسکے پھول

کبھی نہ فصل خزان میں آسکے یہ باد صبا
میں ابھی لاؤن تجھے درکار ہوین جسکے پھول

تھی ہم آغوشی کی تیری یہ ہمین ہی کی رہتی
تا ہے سو مرتبہ تازہ ہو پیس پیس کے پھول

سیم و زر کے پھول کرنے دو تصدق تم ہمین
کام ہی آدینگے اکدن کیسی مفلس کے پھول

دان کسی عاشق کا اے غافل مقرر تھا مزار
دامن جانان سے گلشن میں جہان ٹپکے پھول

انتظار یار میں رہ گئے نرگس کے پھول
قبر پر میری عزیزو نے چڑھائے جسکے پھول

ہو گئے بو دار اعجاز کف گلرنگ سے
تیری پاؤن کے تلے جو آئے پیس پیس کے پھول

کیون نہ بلبل مضطرب ہو کر چمن میں غل کرے
آتش گل سے پڑا ہے آشیانے میں اسکے پھول

نکہت گل سے بھی ہو آشفتہ جو نازک دماغ
باغبان ڈالی میں اسکی مت لگا جسکے پھول

کوئی فسانہ خوش آئے نہ تجکو ای غافل
جو گوش دل سے سُنے تو ذرا ہمارا حال

قفس بلبل کا سو گلستان لانے سے کیا حاصل
وہ اگر پہنچے پھرا اور دیوانی سے کیا حاصل

نہین کچھ دیدہ عاشق تمھارے عکس کی آنکھین
جو منہ آئینہ دیکھا تو شرمانے سے کیا حاصل

نفس کی آمد و شد ہے جنبش نبض ہے باقی
تری بیمار کو آئینہ دکھلانے سے کیا حاصل

در زندان تلک آنے کی بھی طاقت نہین ہمین
ہماری پاؤن کی زنجیر کھلوانے سے کیا حاصل

جلایا نہ کسی نے کسی گل پر تو عاشق ہے
تجھے ای لالہ میری طرح گل کھانے سے کیا حاصل

ترا بیمار وقت نزع یہ رو رو کے کہتا ہے
جہان سے اٹھ گئے جب ہم تو پھر آنے سے کیا حاصل

سنوارے زلف کو مشاطہ اور لوٹے مزا کوئی
صبا کو طرۂ سنبل کے سلجھانے سے کیا حاصل

مزا باغ تماشا چہرۂ رنگین خوبان ہے
مجھے پھر تماشا باغ مین جانے سے کیا حاصل

قیامت کو تو اسے غافل عیان ہوئیگا نور صبح
شب ہجران کی تاریکی مین گھبرانے سے کیا حاصل

تیری صفائے پا کو نہ پہونچیگا اے گل
گرتے ہین گلفروش عبث شست و شوی گل

۳۹

کبک سے مانند جو طوق گلو ہی نیادار
کس پری پیکر کے ہیں دیوانہ رفتار ہم

ابروے قاتل یہ کرتی ہی اشارہ دمبدم
تیر کی زد پر لگاتے ہیں تجھے تلوار ہم

کافری سے اپنی گر نہ آئے وہ تقلید کی
ساتھ لاتے ہیں رگ گل کی طرح زنار ہم

گرچہ برپا کی قیامت یار کی رفتار نے
خواب مخمل کی طرح سے کب ہوے بیدار ہم

گاہ تو بالاے سر ہیں گاہ ہو زیر پا
کارگاہ دہر میں ہیں بیت کی دستار ہم

دانت پیسا ہی کریگی آسیاے آسمان
آبلوں کی طرح ہو جائیں گے رزق خار ہم

مرغ گلشن تو نہیں جو شاکی صیاد ہوں
جلتے ہیں آتش میں اپنی شکل مرغ نار ہم

حرف بیجا کسطرح یاں ہو سکے صورت پذیر
صاف دل ہیں مثل قرطاس غلط بردار ہم

کوندنے بجلی کی جب اپنی جھپک جاتی ہو آنکھ
کیا سمجھ کر اس سے ہوویں طالب دیدار ہم

جنس نو ہی کسطرح سے گھر کی گھری میں سے
دیکھنے پائے نہ ہرگز صورت بازار ہم

باغبان سے ملتجی ہو کون گل کے واسطے
گل سے بھی رکھتے ہیں بہتر غنچۂ منقار ہم

آہ یکدفعہ کریگا تجھ سے جب دعوی حسن
اسکو دکھلائینگے تیری کفش زریں تار ہم

باغ کے لائق نہ قابل خانۂ صیاد کے
طائر رنگ حنا کی طرح ہیں بیکار ہم

موت آئیگی جو یاد چشم مست یار ہین
ہمسے ناحق بدگمان ہوتا ہے اہل غم ہین

دفن ہونگے میان خانہ خمار ہم
آئے ہین گل کو دکھانی سینہ افگار ہم

آنکھ کی پتلی بناتے عکس چشم یار کو
مثل آئینہ جو ہوتے طالب دیدار ہم

ناتوانی مانع پرواز ہوسکتی ہے کب
اڑ گئے مانند رنگ چہرۂ بیمار ہم

کاٹ ڈالین گے گلے کو اپنی تیغ رشک سے
خون سے آلودہ جو دیکھینگے تری تلوار ہم

روز محشر جب ملا اس سے تو مجنون نے کہا
چونک اٹھے سنکر تری زنجیر کی جھنکار ہم

نامہ میرے کب بیان ہوگا زبانی سوز دل
خط مین لکھ بھیجین گے آنکھون سے کی اشعار ہم

غیر سے طنز و کنایہ کب گوارا ہین ہمین
لڑ مرینگے ایک دن مین غیرت دار ہم

از دل بے صبر اے غافل نہ تنہا شاکیم
میکند رسوا مرا این دیدۂ خونبار ہم

وحشت دل سے جو گھبراتے ہین ہم
کوسون صحرا کو چلے جاتے ہین ہم

بن سے مجنون نکلے جب آتے ہین ہم
کوچہ لیلی مین تب جاتے ہین ہم

مثل غنچۂ گل جو تنگ آتے ہین ہم
پھاڑ کر کپڑے نکل جاتے ہین ہم

ردیف میم

اسم

دیوان غافل

قطعہ

قطرۂ اشک شمع کے مانند
آکے دنیا مین یہ ہوا ثابت
امرد و زن پہ کچھ نہین موقوف

سالک منزل فنا ہین ہم
وارد کاروان سرا ہین ہم
اچھی صورت کے آشنا ہین ہم

خوف محشر ہے کیا ہمین غافل
پیرو آل مصطفےٰ ہین ہم

ہوگی شب فراق نہ شور و شغب سے کم
یہ رات تو نہین ہے قیامت کی شب سے کم

مانند خامہ کیون نہ چلین سر کے بل یہان
کوچہ نہین ہے یار کا جائے ادب سے کم

بوسے کا نام سے بھی جو نفرت ہے یار کو
اپنی ہی لب کو ملنے وہ دیتا ہے لب سے کم

اس سے نگاہ لطف کی امید کیا رکھین
عاشق کو گھورتا ہو جو چشم غضب سے کم

کشتہ اسی کو جانیو تیغ نگاہ کا
زخمی جو ہو تیرے شہید نہین سب سے کم

جب سے کہ آگئی چمن حسن مین خزان
آئینہ دیکھتا ہے وہ گل چہرہ تب سے کم

دنیا مین مجکو شادی و غم ایک سا رہا
سمجھا نہ بزم غم کو بھی بزم طرب سے کم

ہم معتقد ہون تب اثر عشق کے جو وہ
ہمسے زیادہ انس کرے اور سب سے کم

دیوانگان حسن بڑے عقلمند ہین
زنجیر کا وہ لیتے ہین زلف پری سے کام

چلتا نہ سر اٹھا کے وہ پھرتے دو زمین
پڑتا اگر فلک کو تری خود سری سے کام

مجھکو یہین بھٹکنے دے صحرائے عشق مین
اے خضر کیا ہے تجھکو مری رہبری سے کام

جلا رہا ہے فلک یکسا نہ کیون مجکو — چراغ گور نہ شمع سر مزار ہون مین

نہ کوہکن سے ہی نسبت مجھے نہ مجنون سے — فنون عشق مین یکتای روزگار ہون مین

اگرچہ شمع نمط لاکھ بار سر کٹ جاے — قدم ہٹیگا نہ میرا وہ سرگزار ہون مین

غرور حسن سے لیلی کو یہ نہ دھیان آیا — پیادہ قیس ہے اور ناقہ پر سوار ہون مین

نگاہ لطف جو کرتے نہین بتان نہ کرین — خدا کے فضل و کرم کا امیدوار ہون مین

نہین سفیدی کہین جسکی فرد عصیان مین — گناہگار نہین ایسا سیاہ کار ہون مین

زبسکہ مینے اٹھائی ہے لذت بیداد — لگائے اور کوئی تیر تو شکار ہون مین

قضا بھی پھر گئی سو بار ڈھونڈھکر مجکو — فراق یار مین یہ ناتوان و زار ہون مین

شگفتہ رہنے دے اکدم تو مجکو باد خزان — کہ اس چمن مین گل آخر بہار ہون مین

شب فراق مین مجکو نہ زندہ رہنا تھا — دکھاؤن صبح کو کیا منہ کہ شرمسار ہون مین

مثال آئنہ بیجا نہین یہ حیرانی — کوئی تو سامنے تیرے ہے جو دوچار ہون مین

دہ کوہ ہون جو گرے شیشہ مین نہ بال پڑے — جلے نہ جس سے پر کاہ وہ شرار ہون مین

جنون کی فصل ہے مرضی ہے یہ گریبان کی — بغیر ہاتھ لگائے ہی تار تار ہون مین

سنکر قتل وہ ہوتا ہے اگر ہوتے دو [illegible]

خط شبرنگ سے تن پہ نشان رکھتے ہیں
بات بھی کب تلک آپ نہیں لب کھولتے
کتنا خوبان جہان تنگ دہان رکھتے ہیں

جس سے باتوں میں لگا رکھتے ہیں
ہم بھی غافل وہ زبان سحر بیان رکھتے ہیں

کر شمع رخان پردہ تیرا رہے اٹھا دیں
ہر سالک محفل کو پروانہ بنا دیں
ان ظلم کے ماروں کو کب بزم میں جا دیں

شوق نظارۂ قاتل جو لیں از فرح نہ تھا
کیوں کھلی رہ گئیں میری تہ خنجر آنکھیں

کشتۂ چشم ترا جان سے آہوے ختن
سنگ تربت سے مری ملتے ہیں اکثر آنکھیں

دیکھکر چشم خماری کی تری سرخی کو
شرم کے مارے چراتی ہیں کبوتر آنکھیں

کیں لیلی کے تو آنے کی خبر آج نہ ہو
آہوے نجد بچھاتے ہیں زمیں پر آنکھیں

دو دستان کو جو میں یاد کروں اے ساقی
وہیں بھر آئیں مری صورت ساغر آنکھیں

شیفتہ صورت خوبان پہ نہوتا ہرگز
صانع خلق بناتا نہ مری گر آنکھیں

دید گلزار جہان اور بھی کرے غافل
بند ہو جائیں گی اک روز مقرر آنکھیں

کون کہتا ہے کہ ہم عشق نہاں رکھتے ہیں
اشک خونبار نہ پونچھوں یہ فغان رکھتی ہیں

تیغ ابرو پہ کمند اتنا بتان رکھتے ہیں
نہ تو تلوار نہ خنجر نہ سنان رکھتے ہیں

دیکھے لالہ و طاؤس سے بھی چھپ نہ سکے
یہ ہمیں ہیں جو تری داغ نہاں رکھتے ہیں

اثر سوز جدائی سے وہ جل جاتے ہیں
یار تربت پہ مری پھول جہاں رکھتی ہیں

کلفت دل ہی سے جاتا ہوں لپٹ گر دیا
میری چھاتی پہ یہ کیوں سنگ گران رکھتی ہیں

[illegible]

کہو ہوئے عاشق و معشوق مقابل تو کیا | آنکھ تصویر سی تصویر ملانے کی نہین

تری پازیب کی جھنکار یہی کہتی ہے | بخت خوابیدۂ عشاق جگانے کی نہین

چمپئی رنگ پہ اک شوخ کے ہم عاشق ہین | زردی چہرہ کبھی چہرے سے جانے کی نہین

گر ترے عشق مین بدنام ہوا ہین تو مجھے | حور جنت بھی کبھی پاس بٹھانے کی نہین

اپنے مجنون کی ذرا دیکھ تو بے پروائی | پیرہن چاک ہوا اور رفوگر سلانے کی نہین

وقت رخصت یہی مجنون نے کہا لیلی سے | پھر تو آئیگی تو جیتا مجھے پانے کی نہین

بزم خوبان مین مناسب نہین نالہ کرنا | چپ ہو ای دل کہ یہ جا شور مچانے کی نہین

روز و شب اسکی اطاعت ہی مین رہنا غافل
یار بگڑے گا تو کچھ بات بن آنے کی نہین

۴۵ دیوان غافل

بسمل تیغ خون چکان ہون مین | یعنی ایک دم کا میہمان ہون مین

مجھ مین اور یار مین ہوا اتنا فرق | بے دہن وہ ہے بے زبان ہون مین

مثل تصویر لیلی و مجنون | یار بھی ساتھ ہے جہان ہون مین

ساتھ والون نے ساتھ چھوڑ دیا | کس قدر تنگ کاروان ہون مین

[illegible]

... سر بار گران ہون مین
منھ نہ موڑون لگا تیغ سے غافل
کبھی ہوا مشت استخوان ہون مین

یہ کون پروانہ ہوا جل کے لگن مین
حیرت سے جو ہے شمع کی انگشت دہن مین
رکھے ہین اسے چاہ زنخدان غلطی سے
یوسف کا نشان ہے یہ تری سیب ذقن مین
[illegible] پھر کس لیے دیکھے
دیکھے سے منھ اپنا ہر اک عضو بدن مین
[illegible] بام پر آتا
[illegible] صبح کو اس [illegible] کی آن مین
نامہ بر کی باندھ دی [illegible]
مضمون ہین رکھے [illegible] ہے داغ جگر کا
[illegible] گلشن مین
یہ گرد کدورت ہے [illegible]
وہ جامہ [illegible] فانی کا بھی [illegible] گور و کفن مین
زندان مین ہین [illegible] کیا تھا [illegible]
آئے ہی مین آرام ملا اور نہ وطن مین

[illegible]

کہدیجیو اے باد صبا شاہد حر سے آتا ہی جو وہان اُس قد موزون کا تصور	تیرے لیے روتا ہی کوئی نجد کے بن مین لگ لگ کے گلے سرو کے روتا ہون چمن مین

سر کوئی اُٹھاتا نہین آگے مرے غافل
بیٹھا ہے عمل جب سے مرا ملک سخن مین

کسطرح نالہ کرے بلبل چمن کی یاد مین — گھس گئی ہوگی زبان تو شکوۂ صیاد مین
داد خواہونگی اگر پرسش ہوئی روز جزا — سب سے پہلے آئینگے ہم عرصۂ فریاد مین
کیا لپٹ جائین ترے قامت سے جھکر اُسکو ہم — یہ نزاکت [illegible] ہی کمان شمشاد مین
کام معشوقون سے بھی عاشق کی لیتا ہی یہ عشق — کیون نہ شیرین جان دے اپنی غم فرہاد مین
دامن دل اے نسیم گلشن جنت نہ کھینچ — لگ گیا ہی جی ہمارا اس خراب آباد مین
حشر تک بھی کھینچ نہین سکتی کی صورت یار کی — گر یون ہی بحث رہیگی مانی و بہزاد مین
کوچۂ جانان مین یارو کون سنتا ہی مری — مجھسے [illegible] لکھون داد بیداد مین

شعر کہنا آپ سے غافل کبھی آتا نہین
عمر اک جبتک نہ کھوے خدمت استاد مین

[illegible]

ناز ہر گز نہ کرے آئنہ ساز آہن
دستِ داؤد میں دیکھے جو گداز آہن

حلقۂ جوہر شمشیر کا کھلتا نہیں بھید
منتظر کسکا ہے یہ دیدۂ باز آہن

پاؤں پڑتی ہے سلاسل کی جو زندان سے
باعث قید ہی میرا یہ نیاز آہن

تیری خنجر نے جو منہ موڑ لیا ذبح کے وقت
ہو گئے ہم تو وہیں کشتۂ ناز آہن

خط تقدیر مٹانے سے کوئی مٹتا ہے
کبھی صیقل سے ہو دور طراز آہن

تیرہ بختی میں مرے عیب نہاں ہیں غافل
جیسے زنگار میں پوشیدہ ہو راز آہن

فرد عصیاں کی سیاہی کا ہمیں کچھ غم نہیں
ابر رحمت سے ہمارا دیدۂ تر کم نہیں

مجمع خوباں مرقع سے ذرا بھی کم نہیں
کون سے محبوب پر تصویر کا عالم نہیں

بوستاں میں بھی دل غمگیں مرا خرم نہیں
تختۂ تابوت سے تختہ چمن کا کم نہیں

کب تہ و بالا مری افغاں سے اک عالم نہیں
صور اسرافیل سے نالہ مرا کچھ کم نہیں

تیری رخسار صاف سے نسبت نہیں ہے کچھ اسے
[illegible]

گریۂ مجنوں کے ہیں آثار باقی آج تک
اوس کے قطرے سے کچھ داماں صحرا نم نہیں

ورنہ فن شاعری میں وہ کسی سے کم نہیں
کون سی شب ساقی مہوش مرا ہمدم نہیں

[illegible]

وصل کی شب تو مجھے لینے دو اپنا کام دل
ہم ہین یا تم ہو یہان اور کوئی نامحرم نہین

حلقہ گیسو تو کیون تیا ہو دست غیر مین
ای پری ردیو کے شایان تو یہ خاتم نہین

میری وحشت دیکھکر آہو بھی حیران ہو گئے
چوکری بھولے ہین ایسی وہ کہ تا یام نہین

ایک عالم ہے منور نور حسن یار سے
کون سی جا ہیر تو افگن نیر اعظم نہین

کتنے ٹیڑھون کو دیا یاد مین سیدھا یار نے
کون سے سرکش کی گردن اسکی آگے خم نہین

جان بلب رہتے ہین غافل فرقت معشوق مین
گر یہی اسکا تغافل ہے تو اک دن ہم نہین

حرص سے خالی یہان کوئی بنی آدم نہین
بے غرض ہوتی تو پھر بندہ خدا سے کم نہین

ہم فراق یار مین مرتے سہی کچھ غم نہین
جیون گلی تصویر ہرگز تن مین اپنے دم نہین

مین وہ مجنون ہون جسے عریان تنی کا غم نہین
گرد صحرا کی لباس فاخرہ سے کم نہین

کب ہی خط مین رقم حال دل پر غم نہین
کونسا ہے دائرہ جو حلقہ ماتم نہین

یار نے افشان جو چھڑکی زلف مین تو غم نہین
کوڑیالا سانپ ہی کچھ اسمین اتنا سم نہین

ہے تنور نوح میرا دیدہ پر نم نہین
کونسا آنسو کا قطرہ ہی جو تر سک یم نہین

لگ گیا تھا کیا بدن سے غیر کے تیرا بدن
جو پسینے مین ترے وہ عطر کی خوشبو نہین

دیکھکر افسونگری تیری لب جان بخش کی
سامری کہتا ہے یہ اعجاز ہے جادو نہین

جسکو کوے یار سے الفت ہے کچھ دیدہ سا
گو زمین بھی اسکا قبلہ کیطرف کو رو نہین

کر مدد اے دست تیشہ تو ہی ایسے وقت مین
کوہکن کا اب تو کوئی قوت بازو نہین

ہم یہ روئے ہین فراق یار مین مثل حباب
چشم تو ہم ہے پر اسمین نام کو آنسو نہین

یہ بھی نادانی ہے جان دینا ہماری راہ مین
گرچہ پروانہ ہون پر جلنے کی مجھ مین خو نہین

کیا تماشا دیکھیے اس قلزم پر شور کا
چشم وا کرنے کی فرصت جیون حباب جو نہین

اپنی خوش چشمی پہ اے آہو نگر اتنا غرور
چشم مجنون مین سگ لیلی سے بہتر تو نہین

جب تب ہوتا ہے اسمین آرزوے دل کا خون
مسلخ قصاب سے کچھ کم مرا پہلو نہین

کب نہین روتا ہون تیری ساق پا کی یاد مین
کب ہر اک کہیچے مین آگے یہ زانو نہین

قید ہو کر دل نے پائی بند غم سے مخلصی
ہے حصار عافیت وہ حلقہ گیسو نہین

ہے کفن نظروں مین میری جو گل مہتاب ہے
یار بن یہ شمع تربت ہے گل خوشبو نہین

رو دو قر روئی غم مین مجنون کے ہوئے ایسے سپید
وہ سیاہی اب میان دیدۂ آہو نہین

اکہنے ترش کا گمان ہو وہ ہر اک کو اُسپر | کہ ترے تیرونکی سینے مین جو سے خانے ہین

کام آیا نہ بُرے وقت کوئی اے غافل
نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین

مبتلا رنج مکافات مین فرزانے ہین
پرسش حشر سے فارغ ہین جو دیوانے ہین

گل عارض پہ کسی کے ہمین گل کھانے ہین
داغ تو لالہ صحرائی کو دکھلاتے ہین

غلبۂ کفر ہے یہ دور بتان مین نجدا
ایک کعبہ ہے اگر لاکھ صنم خانے ہین

کسکی آمد ہے جو ساقی نے تکلف یہ کیا
کہ گلابی ہین سبو سر مئی پیمانے ہین

خوش نصیب انکے جو ہون مرۂ نیکان ہین شمار
ہین جو تسبیح سے زاہد وہ کوئی دانے ہین

ان پتنگون سے ہمین جانی ہین کیا نسبت ہے
ہم چراغ رخ پر نور کے پروانے ہین

آمد آمد جو سنی ہے تری اے غیرت شمع
منتظم آج مرے بزم مین پروانے ہین

اب بھی باز آئے اگر غیر کے ملنے سے وہ شوخ
وہی باتین وہی چرچے وہی یارانے ہین

ہمسے کچھ اشک ندامت کا نہ حاصل پوچھو
ہونگے سرسبز قیامت کو یہ وہ دانے ہین

منتظر تیرے شہید کہے ہین کیا جنت مین
کف حوران بہشتی مین جو پیمانے ہین

[illegible]

دوست کسکا چارۂ درد و غم جان ہوتا نہین
کسکے اوپر مجکو تہمت کا گمان ہوتا نہین

نرمی اندام خوبان پر یہ ہوتا ہی گمان
عضو عضو تن مین انکی استخوان ہوتا نہین

شرم عصیان سے جھکی ہی اسقدر گردن مری
ورنہ اتنا طوق آہن تو گران ہوتا نہین

کب غریبون پر نہین ہوتا وہان تیغا علم
کب گلی مین اسکے شور الامان ہوتا نہین

روز ہجران مین تو ساری حشر کے آثار ہین
کیون زمین پھٹتی نہین شق آسمان ہوتا نہین

حسن وہ شے ہے اگر کوئی زر گل کی طرح
لاکھ پردے مین چھپائے پر نہان ہوتا نہین

کیا سرائے پر خطر ہے اپنا یہ جسم گلی
جو فرو کش اسمین دم کا کاروان ہوتا نہین

ہم تو اس گلزار مین رکھتے ہین اپنی بود و باش
ایک بلبل کا بھی جسمین آشیان ہوتا نہین

کس طرح عمر گذشتہ کی تلافی کیجیے
ہو گیا جو پیر وہ ہرگز جوان ہوتا نہین

عشق و صحت مین یہ صورت بنائی ہی مری
اسقدر بیمار زار و ناتوان ہوتا نہین

مین تو اس ہد ورع سے تنگ ہون پر کیا کرون
دور پیشانی سے سجدے کا نشان ہوتا نہین

حشر تک رہتی ہی غافل شعر رنگین کی بہار
ہی یہ وہ گلشن کہ جو ہرگز خزان ہوتا نہین

کوئی تو ہی مجلس آرائے طرب زیر زمین
آگے پیچھے جو چلی جاتی ہین سب زیر زمین

[illegible]

[illegible]

خاک صحرا سر پہ اے مجنوں اڑاتا ہی پھرے	گرد میں تجکو نظر آئیگا پھر محمل کہاں

دیر میں ہنسنے تجھے دیکھا نہ بیت الحرام میں
عمر رفتہ پھر ملے گی تونے ای غافل کہاں

پیدا برنگ ماہ اگر دو زبان کروں
دن رات وصف زلف دوتا ہی بیان کروں

کہتی ہے برق خندۂ گل آج کہ تو ہی
بلبل جلا کے خاک ترا آشیان کرون

مسجد بھی قتل گاہ شہیدان ناز ہے
زاہد تو ہی بتا کہ میں سجدہ کہاں کرون

آتا ہے مرگ میں مری جھری سے آنسو کا
صدمے شب فراق کے کیونکر بیان کرون

کس دن امید اس سے بر آئی مری جو میں
دست دعا بلند سوے آسمان کرون

جس سے دہل گیا تھا دل حاملان عرش
آتا ہی جی میں پھر وہی شور و فغان کرون

دو گام مجھ میں چلنے کی طاقت نہیں رہی
کس منھ سے قصد ہمرہی کاروان کرون

نے گل رہا چمن میں نہ بلبل نہ باغبان
یارب میں کس سے شکوۂ باد خزان کرون

پہلو میں دی جگہ ترے پیکان تیر کو
اپنی کسی طرح سے تو خاطر نشان کرون

غافل بقول مصحفی فخر شاعران
دل ہی نہیں رہا جو میں یاد بتان کرون

[illegible]

خالق کو رحم آئے جو غافل کے حال پر
سارے گناہ نامۂ عصیان سے دور ہون

بے صرفہ چشم تر سے آنسو بہا دیے ہین
مٹی مین ہمنے کیا کیا موتی ملا دیے ہین

لب اپنے لب سے تیرے اسنے ملا دیے ہین
کیا ذکر کو بھی خدا نے بخت رسا دیے ہین

صورت گر ازل کی دیکھو تو دستکاری
عورون سے آدمی کے نقشے ملا دیے ہین

خوبی مین کوئی تجھسے ہو اسکے چل سکے ہے
خالق نے گو پری کو دو پر سوا دیے ہین

آنکھین ہین جنکی بینا انکو جمال حق نے
پردے مین آدمی کے جلوے دکھا دیے ہین

مقتول چشم تیرے اٹھے نہ چشم کو بھی
ایسے نظر سے اپنی تو نے گرا دیے ہین

قاتل کی تا شکایت آوے نہ اپنے لب تک
زخمون کے ساتھ منھ پر ٹانکے لگا دیے ہین

تیرے خرام نے تو محشر کیا ہے برپا
مردے جلا دیے ہین سوتے جگا دیے ہین

سوز جگر سے اپنے ہین خشک دیدہ تر
گریانے یان کنوئین کے پانی سکھا دیے ہین

چھٹکی ہے چاندنی سی جو یون شب سیہ مین
بکھرے سے مو گیسو کسنے ہٹا دیے ہین

لیلی ہے منھ چھپائے جاتی ہے قافلہ مین
اور ونے محملون کے پردے اٹھا دیے ہین

باندھے طوق طلائی کو ہلال گردن

ضعف سے بری سے ہوا ہے یہ عاشق گردن

[illegible]

پروانہ وار نیم اوی میں ہیں جل انجمن میں

خاک شفا رکھی ہے گر ہم مرے کفن میں

تیر پر ہے جدائی سے مشغل بدن میں

ترے دہن سے نسبت کی کوئی چمن میں

اک بچہ سے سوا اسکے دنداں نہیں دہن میں

کیا ہے وصف صفا عارض

کنج لحد میں کیونکہ نہ گھبرائے دل کہ واں
ہمدم نہیں رفیق نہیں ہم زباں نہیں

واں کون پوچھے عجز و نیاز فقیر کو
جس جا قبول طاعت گردن کشاں نہیں

مجھ نالہ کش کی کوئی سمجھتا نہیں زباں
کیا اس چمن میں مرغ کمیں آشیاں نہیں

سب ڈھونڈتے ہیں کعبہ و بتخانے میں جسے
دل کے سوا زمانے میں اسکا مکاں نہیں

مجنوں سے کوئی کہدے نہ اپنا لگا وقت
جاتا ہے ناقہ لیلی کا اور ساربان نہیں

ملک عدم کو جانے کو کیا ساتھ چاہیے
درکار اس سفر کے لیے کارواں نہیں

عزلت گزیں کا مرے باعث نہ پوچھیے
مجھکو دماغ صحبت نواب خاں نہیں

غافل نہ پوچھ مجھسے تو وصف دہان یار
احوال غیب ہے یہ کسی پر عیاں نہیں

ہے کسے شوق شہادت میں خیال گردن
شمع ساں ہے مرا میں سر اپنا وبال گردن

تیرہ بختی کو مرے جیسے ہا حسن قبول
خال رخسار کمیں ہے کمیں خال گردن

تیغ تو اپنی سمجھ کرکے لگانا جلاد
کہ مری ہر رگ گردن ہے مثال گردن

پردہ شب میں کوئی نور سحر چھپتا ہے
کب نہاں جعد میں ہو حسن و جمال گردن

[illegible]

مژگان کی یاد مین کب آتی ہے نیند مجکو
یہ موی تن نہین ہین سوئیان بدن مین

سر بھی سفید شام غربت مین ہو چلا ہے
ای کاش یہ سحر تو ہوتی مجھے وطن مین

مجنون مین اور مجھ مین چندان نہین تفاوت
یکتا مین اپنی فن مین کامل وہ اپنی فن مین

دست قضا کے اُسنے تیشہ کیا حوالے
قوت عجب ہی کچھ بازوی کوہکن مین

جاتا تھا مین جو یاد لعل بتان مین شب کے
جو شعلہ دل سے اٹھا جاکر بجھا یمن مین

کسکی صفا کے تن کا کشتہ ہون جو ہی دل
دھبا نہین لگا ہی اب تک مری کفن مین

عاشق ہون ہی نرالا سب سے طریق میرا
مذہب مین شیخ کے ہون کیش برہمن مین

ڈرتا نہین کسیکی مین حرف گیریون سے
چاہے سخن کسی پہ غافل مرے سخن مین

کون ہے وہ جو گرفتار علائق یان نہین
عالم ایجاد پھر کیا ہے اگر زندان نہین

دست نازک سے کٹے گی کس طرح گردن مری
زور بازو مین نہین خنجر ترا بران نہین

غنچۂ گل کے چٹکنے سے یہ آتی ہے صدا
دیدہ کے قابل بہار گلشن امکان نہین

بیکسی پر اپنے وہ کشتہ نہ روئے کیا کرے
جسکے خون کا حشر کے دن بھی کوئی پرسان نہین

[illegible]

خط نویسی یہ ہے تو مشتاق تو — ہاتھ اک دن قلم تمہارے ہین

دل نہ سلجھا الجھ کے لے زلفو — خوب ہی پیچ و خم تمہارے ہین

اے خوشا حال انکا جو خوبان — کشتۂ تیغ غم تمہارے ہین

رات روئے نہین تو کیون غافل
دامن و جیب نم تمہارے ہین

کوہ و صحرا اک ہماری دم سے آباد ہین — عشق کا ہم سہین مجنون ہمین فرہاد ہین

مجلس رنگین خوبان کم نہین گلزار سے — گل ہین جو بیٹھے ہین جو استادہ ہین شمشاد ہین

نالۂ زنجیر مجنون سے یہ آتی ہے صدا — قید کی لذت وہ کیا جانین کہ جو آزاد ہین

پانون ناموس وفا کا توڑ رکھنا ہی نہین — دردمند فی الحال ہم سب فریاد ہین

یاد خدا ... انگ ... بیٹھین شیرین — کام کیا اُسے کہ ہم تو کشتۂ بیداد ہین

ہم یقین قید قفس سے جا بجا مین آزاد ہون — میری نالے ناگوار خاطر صیاد ہین

کسنے یار بار رنگ کی مانند چھیڑا ہے مجھے — عضو عضو تن سے جو نالی فریاد ہین

دیکھنے کی تیرے کس کس کو نہین ہے آرزو — وہ بھی ہین مشتاق تیرے جو کہ مادرزاد ہین

[illegible]

توُنے جو چاہا وہ قسمت مین ہماری لکھا
حرف ہم پر تو کچھ اے کاتب تقدیر نہین

کون آگاہ ہی معنی سے تری صورت کے
یہ وہ مصحف ہی کہ جسکی کوئی تفسیر نہین

کسکو زخمی نہ کیا خنجر مژگان نے ترے
کون تیر نگہ ناز کا نخچیر نہین

سینہ ریشان محبت دہن زخم کی طرح
منھہ تو رکھتے ہین مگر قوت تقریر نہین

راحت عالم طفلی کا نہ پوچھو احوال
یاد اس خواب فراموش کی تعبیر نہین

دشمن و دوست سبھی پھر گئے ہمسے یکبار
اور یہ کیا ہی زمانے کی جو تاثیر نہین

کون سی چیز پہ غرہ ہے تجھے اے غافل
اب وہ دولت نہین منصب نہین جاگیر نہین

کین نہ اک دست جنون نے پیرہن کی دھجیان
مر گئے پر بھی اڑائین سب کفن کی دھجیان

جامہ ہی گر یہی ہے تو مرا گلگون قبا
لیگا اکدن سرخ پوشان چمن کی دھجیان

غش سے کچھ کچھ ہو چلا ہے اسکو افاقہ اے صنم
کھولدو اب دو پائے برہمن کی دھجیان

گر تری آبی قبا کو احتیاج بند ہو
کیجیے اس اطلس چرخ کہن کی دھجیان

گر یوہین باہم رہیگی جنگ تیرے حسن سے
ایکدن ہونگی لباس مرد و زن کی دھجیان

۵۷

[illegible]

[illegible]

ملیگی کسکی مجھے دولت ہم آغوشی
پھڑکتے ہین مرے بازو جو آستینون مین

رکھے ہی لاکھو نین اک آدھ جوہر خوبی
نہین ہی معدن الماس سب نگینون مین

نہین مرے ہی دل پارہ کی سی آئین سپر
کرور مرتبہ دیکھا ہزار سینون مین

جنھو نکو زیر نگین تھا کبھی یہ ہفت اقلیم
رہا نہ نام بھی ان لوگون کا نگینو نمین

شہید نیچہ رنگین ہون دیکھنا مرا خون
حنا کی طرح سے بٹ جائیگا حسینو نمین

غضب خدا کا وہ بن بیٹھین صاحب خرمن
جنھین سمجھتے ہین ہم اپنی خوشہ چینو نمین

چھپے ہی صورت اشراف بھی کمین غافل
زمانہ لاکھ ملائے ہمین کمینو نمین

اُسی پہ پڑتی ہی آنکھ اپنی نازنینو نمین
ملے ہی جسسے شباہت تری حسینو نمین

وہ بن سنور کو جو کل آئے نازنینون مین
رقیب ہو گئے میرے کئی حسینو نمین

کسی کے لعل مصفا کی یاد مین ہمنے
شراب سرخ رکھی بھر کے آبگینون مین

شب فراق مین بہلائین کسسے دل اپنا
نہ ہمدمو نمین کوئی ہی نہ ہمنشینو نمین

کیا ہی نالہ بلبل نے کیا خفا انکو
پڑی رہی ہی جو چین غنچو نکی جبینو نمین

تارے جھلک رہے ہین یہ صبح بہار مین
عزت خدا نے دی ہے مجھے میرے دیار مین
وہ مشک ہون کہ قدر ہے جسکی تتار مین
ہر بیضہ حباب سے پیدا ہو عندلیب
وہ رشک گل نہائے اگر آبشار مین
کیا دوسرے دن بہا دل مقتول کا [illegible]

[illegible]

شام شب وصال کو ہونے نہ دون ہین صبح
دور فلک جو ہوتے مرے اختیار مین

کسطرح اسکے خاک مین ملنے کا غم نہو
پالا تھا طفل اشک ہمنے کنار مین

نالے کا ضبط بند فنا بھی نہو سکا
سوراخ پڑ گئے مری سنگ مزار مین

آیا جو یاد اُسکا رخ آتشین ہمین
سینے کا داغ تازہ ہوا لالہ زار مین

لخت جگر نہین ہین یہ اشک خون کے ساتھ
گل پھول بہ چلے ہین یہ سیل بہار مین

توڑے ہین ہمنے شیشۂ ساغر نشے کی بیچ
ٹوٹے نہ پھر بدن مرا کیونکر خمار مین

جنکو یہان تناسب اعضا پہ تھا غرور
اک ڈھیر ہڈیون کا ہے انکے مزار مین

تیر اُسکا ملتفت جو نہین ہے ادھر نہو
وا چشم دام تو ہے مری انتظار مین

وہ جور چرخ ہمسے جو وان بھی جدا رہا
آیا ہمین قرار نہ دار القرار مین

ہیرے گداز دل ہی سے سیری تھی مجھے
مین نخل موم ہون چمن روزگار مین

باہر کہان ہے مجھسے مرا گوہر مراد
دریا تو یان ہے صورت ساحل کنار مین

دانستہ باندھتے ہین جو مضمون غیر کو
غافل وہ شاعرونکے نہین ہین شمار مین

اللہ ری شرم حسن کہ مجنون کو دیکھکر
چھپ چھپ گیا ہے ناقۂ لیلی غبار مین

تلووں سے میرے آگ لگی مارے رشک کے
مہندی لگائے غیر جو پائے نگار مین

شوق شراب و خواہش بوس و کنار ہو
کیا کیا ہین حسرتین دل امیدوار مین

دعوت کسی کے خنجر و پیکان کی کیا کرون
اک قطرہ خون نہین ہے مرے جسم زار مین

یکسان زمین سے قبر کو میری بنائیو
مین مر گیا ہون حسرت بوس و کنار مین

اس عالم فنا مین تو پایا نہ ہے چین
آرام کچھ ملا بھی تو کنج مزار مین

نسبت بری سے دیتے ہین ای حور تو تجھے
کرتے نہین ہین فرق وہ کچھ نور و نار مین

سر ٹھیکتے ہین ہے معرکہ آرائے عشق مین
نامرد کا نہ ٹھہرے قدم کارزار مین

اے غیرت مسیح خبر اسکی جا کے لے
غافل تڑپ رہا ہے ترے انتظار مین

ترا اشک خون سے گوشۂ داماں ہے اندرون
کیا آب و رنگ سیر یہ گلستان ہے اندرون

غنچے کی طرح چاک گریبان ہے اندرون
جوش جنون سے فصل بہاران ہے اندرون

کیا سیل اشک ذرّے صحرا کی راہ لی
کوسون تلک جو سبز بیابان ہے اندرون

ایک گل سی لاکھ گل بنتے ہین پیدا دھوپ مین
نخل مومی کا کوئی دیکھے تماشا دھوپ مین

چاہیے عاشق کو تیری آرزو کیا دھوپ مین
ابر دود آہ کا کافی ہی سایا دھوپ مین

طرفہ ہی اوقات ہم وارفتگان عشق کی
رات کو ڈھونڈھتا تا ذکو جلنا دھوپ مین

گریۂ مجنون سے شادابی نہوتی گر اُسے
سوکھ جاتا سرو قد لیلی کا سبزا دھوپ مین

آفتاب حشر کی کیونکر انھین آنیکی تاب
جلتے ہین جو رکھ کی پان سر پہ جیا دھوپ مین

آئینے کو دیکھو اُسکے روی روشن کے حضور
برف کا جسنے نہ دیکھا ہو پگھلنا دھوپ مین

دید آنے سے نہین پہچان سکتی ہم اُسے
اسقدر سنولا گیا قاصد کا چہرا دھوپ مین

عکس روئے آتشین سے یون ہی مضطر آئینہ
جسطرح لہرا رہا ہو آب دریا دھوپ مین

ہی یقین اُس خاک سے پیدا گل خورشید ہو
تیری چہرے سے گری جس جا پسینا دھوپ مین

چشم تر رہتی ہے اُس خورشید رو کے سامنے
جا کی حیرت ہی نہ تیا لاسکھا دھوپ مین

خاک مین خورشید ذرے کی طرح سے مل گیا
تیری کفش پا کا جب چمکا ستارا دھوپ مین

ہم یہ سمجھینگے ضیائی ہے وہ اپنے عہد کا
جو کوئی غافل غزل ایسی کہیگا دھوپ مین

چاہیے بال پری کا مجھکو سایا دھوپ مین
کب ہے نفرت ناقۂ لیلی بیابان مین کبھی
بید مجنون سے تلے سر گر نہ ٹھہرا دھوپ مین
خوب روئے یاد کر سایا تری دیوار کا
جب ہمین در فرقت کو بٹھایا دھوپ مین
خرمن خورشید پر بجلی گری کیا جانیے
آج کسکا طرۂ مشکین چمکا دھوپ مین
تشنۂ دیدار رہون غافل کہ سوز عشق مین
[illegible]

[illegible]

تأمل کار تعمیر جہان کا جو خیال آیا
بھر آئی آنکھ خالی دیکھ کر قصر فریدون کو

نہ پہونچی دولت ممسک سے ہرگز فیض کو کوئی
ملا رتبہ نہ بیت المال کا بھی گنج قارونکو

قیامت کو جو ہے محضر خونکی طلب ہوگی
دکھا دینگے ہمی قاتل ترے داماں پر خون کو

نہ ہو کاکل کا تو معمول ہے ہر شب کو کم ہونا
بھلا کیا اس سے نسبت ہے ترے زلف افزونکو

نہیں کس طرح تمہکو اب ٹھہرتے جا عاقبت دو دن بھی
ہر دو گشتہ [illegible] گردونکو

جوانا تا لہ عشاق بے تاثیر مرقوم ہو بیگا
جوانی میں وہ ہے جو سیکھیگا انہیں خطوں کے مضمونکو

نہیں انسان نظر آتے کہاں جز مردم آبی
ڈبوئے ہیں جو چشم تر میری اب ربع مسکونکو

سو وصف سینہ میں ان شاعروں کو دخل کرتا
ندیمی سر و ناموزون نسبت قد موزونکو

خدا نے سر بلندی فلکو دی ہے وصف قامت میں
نہ سمجھیں پیش پا افتادہ و طبع کے مضمونکو

مجھے اندیشہ رہتا ہے خم بت سے زلفونکو
کہیں نیلوفری کردن نہ ان رخسار گلگونکو

ہے کس سر گشتہ کا مرکز ہمیں اختر طالع
ہمیشہ وہ روز و شب چرخ میں رکھتا ہے گردونکو

نہیں ہے عشق کی مکتب میں اصلا دخل حکمت کا
سبق دیتا ہے یاں اک طفل ابجد خوان فلاطونکو

نہی ہے معدن یاقوت احمر وہ زمیں ساری
کیا تھا دفن جس جا یار تیری قصد کے خونکو

[illegible]

صبا دیتی اسکو بھی کنایہ وصل کا سمجھے
وہی دیوانہ ہین ہم اور وہی جوش جنون اپنک
نہین لیتا ہون بوسے دست بستہ غنچۂ گل کے
نہین معلوم کسنے شعلہ رو کو میرے بھڑکایا
وہ قاتل ہی اگر میرا تو یہ خون کی پیاسی ہے
یہی رونا رہا تو دیکھنا محفل مین خوبان کی
صدا جیسے سنی ہی غنچۂ گل کے چٹکنے کی

لکھا ہی یار نے نامہ بخط تو امان مجکو
جوان رکھتی ہی پیری مین بھی تیری طبع جوان مجکو
کسی کے عارض رنگین کا ہی اسپر گمان مجکو
تو وہین آگ ہو جاتا ہی دیکھا جہان مجکو
نظر آتے ہین خصم جان زمین و آسمان مجکو
کرینگی ایکدن رسوا یہ چشم خون فشان کو
نہین بھاتی ہی اے بلبل تری طرز فغان مجکو

تماشائے گلستانکی نہین پروا کچھ اے غافل
دکھائی فکر رنگین نے بہار بوستان مجکو

خدا بھی دوست رکھتا ہی نہایت پیر شیدا کو
جو چاہے لوح اپنا ترک کر اسباب دنیا کو
نسا رہتی ہی مین تیر نہان ہی محمل لیلی
جو شب کو ماہ ہی ہر مین تو دن کو مہر سیلون مین

چلے پتھر تجلی سے نہ آئی آنچ موسی کو
کہ سدراہ اک سوزن ہوئی پاے مسیحا کو
عبث تو چھانتا پھرتا ہی مجنون خاک صحرا کو
نہین نسبت کسی سے خوبی طالع مین دریا کو

ہوا ہوں کاوش مژگاں کی حسرت میں صیت ہے
نہ ہو دیگی سپیہ کاری نگہ پر نیش آگے نیکوں کے
تکلف چاہیے کیا خاکساروں کو زمانے میں
اثر ہوتا جو کچھ بھی پلیلے سے گیا دنمین
لگا تا جام صد رخاک پا زاہد کو ماتھے پر
غرور جاہ و حشمت عشق میں ہرگز نہیں رہتا
رکھا محفوظ آفات جہاں گوشہ گیری نے
خرابی سے جو قصر تن کی منعم کو خبر ہوتی
نہیں جلتے ہیں پروانے چراغ و شمع کی جانب
صدا سے ساز سے آتی ہے جہاں تازہ قالب میں
خیال ابروئے تشناک میری دل میں ہتا ہے
نہیں ہے پرش تیغ قضا سے انکو آگاہی
فرشتوں کو بھی اُس تیغ نگہ نے کیا کیا زخمی

گل داغ جنوں ہے میرے پیوند گریباں کے رفو کو
چمن میں گل کے ہوتے پہ چھپاتی کون سوسن کو
کناری کی نہیں حاجت ہے کچھ صحرا کے دامن کو
قفس کس طرح کرتے چاک ہے ہردوا گلشن کو
مآل کار سے ہوتی جو آگاہی برہمن کو
گدا کے آگے جھکواتا ہے شایا ہونگی گردن کو
بجھا سکتی ہے کب صرصر چراغ زیر دامن کو
عوض گھر کی وہ ہوتا کسی بیکس کے مدفن کو
ملا ہے جیسے منھ پر اپنے اُسنے موم روغن کو
بہ از ماز نفس میں جانتا ہوں نازآہن کو
جلا سکتی نہیں ہرگز برق میری خرمن کو
پناہ سمجھے ہیں اپنے خود دوشمن کو
فلک پر لگے جو حضرت ادریس غزن کو

کسی محبوب کی تیغ نگہ کا دکھا دو دل ہین
دکھائینگے نہ یہ زخم نہانی چشم سوزن کو

اسیر ہین تیرے ای سرو قد مانند قمری ہون
نکالا کیا کوئی گردن سے میری طوق گردن کو

کرامت آپکی اے شیخ صاحب ہم نہ مانینگے
مسلمان آجتک سمجھی کیا ہی کس برہمن کو

ہزارون گیسو دیوانے ہوئے پیدا زمانے مین
ہم ہی نے اک کیا آباد پھر مجنونکے مسکن کو

عداوت جو رکھے اُس سے عداوت آپ بھی رکھیے
یہ نادانی ہے ای غافل سمجھنا دوست دشمن کو

فرض جانا اُسے سجدہ آستان یار کو
جو لباس کعبہ سمجھا سایۂ دیوار کو

دید بازی کی مگر دیدہ خوبی یار کو
بند ابرک سے کیا جو روزن دیوار کو

کب کوئی خط ہو چھپانا خط روے یار کو
کلک قدرت نے لکھا ہے اس خط گلزار کو

اندھون پاتا ہون آب رنگ پر گلزار کو
آبجو کس نے بنایا دیدۂ خونبار کو

کیون نہ کیسے منزل مقصود کوے یار کو
ہے چمن بلبل کو اور دار الشفا بیمار کو

بدتر از مردہ ہے وہ زندہ نہ دیکھے جو تجھے
ہو وہ جینگا دیکھنے جائے تو حسن بیمار کو

بو سے لیکر شعلہ رو یونکو سب تاب مین
خوب سا ہے جنے جلایا مرغ آتشخوار کو

عالم رویا مین ہر شب دیکھتے ہین یار کو
خواب مین پایا ہی ہمنے دولت بیدار کو

گلشن جنت سے کیا نسبت ہی کوے یار کو
سایۂ طوبیٰ نہ کہیے سایۂ دیوار کو

جیسے دی تشبیہ اُس سے عارض دلدار کو
برق پھینکے ہے ہلو پر سدم دستار کو

صاحب جوہر کو لازم ہی شرافت کا نشان
یعنی بے تمغا نہ پہچانے کوئی تلوار کو

جا بتا ہی ابلق گردون بنے توسن مرا
کہتا ہی سورج اُٹھاؤن مین سپر تلوار کو

کم بہا و بیش قیمت جنس مین اتنا ہی فرق
وہ تو گھر اپنے بکا یوسف گیا بازار کو

ہم سے بیت جنون کرسکتے ہین کوئی
کب ہوئی زنجیر مانع فیل کی رفتار کو

خانہ سازی ہی عبث مرتے ہین اہل دول
کیا اُٹھا لیجائینگے سر پر در و دیوار کو

کوچۂ خوبان مین رہتا ہی ہر شب خیال
پھاندیے کوٹھا کسی کی توڑیے دیوار کو

آفتاب صبح کسکی زلف کا دیوانہ ہی
تار تار اسنے کیا جو جامۂ زرتار کو

تنگ تھا عرصہ زبس ہم پر قفس باغ کا
کھولنے بھی ہم نپائے غنچۂ منقار کو

پہلے نکلے دل سے نالہ پیچھے آنسو چشم سے
فوج سے آگے ہی رکھتے ہین علم بردار کو

جسنے کھایا دل کے اوپر یار کا نیش نگاہ
خانۂ عقرب وہ سمجھا روزن دیوار کو

صدمہ کچھ کانٹوں کا پہونچا اور نہ ٹوٹے آبلے
طے کیا ہمنے صبا کی طرح دشتِ خار کو

ابر ہے مطرب ہے گلشن ہے شبِ مہتاب ہے
آج گھر جانے نہ دینگے اس بتِ میخوار کو

مجھ بیابان گرد کا اے خضر گر دینا تھا ساتھ
آزما لینا تھا پہلے طاقتِ رفتار کو

چشمِ عاشق سے نہ اپنا چہرۂ رنگین چھپا
کب کسی بلبل کی لگتی ہے نظر گلزار کو

صدقے کر عارض پہ اپنے جسجگہ پھینکے تھے پھول
طوف کو واں آئی بلبل چھوڑ کر گلزار کو

اس پری رو کی گلی سے گر نکالیں داربان
انکے سایہ ہم لپٹ جاوین در و دیوار کو

عارضِ یوسف جو انکا سا آتا ہے نظر
دیکھکر جلتا ہے کسکی گرمیٔ بازار کو

زلفِ مشکیں اسکی ہوویگی اگر عنبر فشاں
مفت بھی کوئی نہ لیگا نافۂ تاتار کو

زندگی سے اک مریضِ عشق ہی مایوس ہے
ورنہ امیدِ شفا ہوتی ہے ہر بیمار کو

پنجۂ مژگان نے آنسو کی مری جانی نہ قدر
ہاتھ سے دیتا نہ تھا ایسے دُرِ شہوار کو

کب ہے اے غافل ہمیں اندیشۂ روزِ جزا
جانتے ہیں اپنا حامی حیدرِ کرار کو

کافر ہو جسکو اس سے تمنا زیادہ ہو
کنجِ چمن ہو یار ہو مینا ہے بادہ ہو

کوئی وزیرزادہ ہو یا شاہزادہ ہو
میخانۂ زمانہ میں رندوں کے واسطے
ہووے نہ ہووے اور کچھ یک جام بادہ ہو
رونے کی عادت اب تو زیادہ ہی [illegible]
نامہ لکھوں تو آنسو [illegible]
جانے ادب سے گو کہ زبان [illegible]
آئے سوار [illegible]

[illegible]

فارغ ہین یون کشاکش دنیا سے بخت تن
جیسے کرے کمان خم سزا سے کبادہ ہو

خورشید ایکنیزے پہ آیا یہ ہو یقین
گر بے نقاب تو سر بام ایستادہ ہو

اشکون سے اپنا سبزۂ مژگان ہی تر رہا
کیونکر وہ کھیت خشک ہو جو آب دادہ ہو

کیونکر ہو تیری خاطر نازک سے وا گرہ
ممکن نہین کہ عقدۂ ریشم کشادہ ہو

مرد سپاہی رکھتے ہین غافل خواص شیر
مارین اُسی کو لاکھ مین جسپر ارادہ ہو

خط مشکین چاہیے کیا اُس رخ پر نور کو
ابر کا ہونا نہین لازم ہے برق طور کو

کسقدر یہ رند بھی ہین مست صہبائے غرور
توڑتے ہین خشت خم سے کاسۂ فغفور کو

راہ تاریک عدم مین خوب کھٹکا تھا کہین
کہ نہ شمع دار ملجاتی بیابان منصور کو

اصل کا رتبہ نپائے کم بہا نقالیسے
کب ملے ہیرے کی قیمت ریزۂ بلور کو

سوزش دل کی مدادا مین بہت سرگرم تھا
جل بجھا جب سینہ تب ڈھونڈکی پڑی کافور کو

ہمنے یون چرخ مکوکب کو جلایا آہ سے
پھونکدی جسطرح کوئی خانۂ زنبور کو

چشم تر سے اشک خون جاری جو رہتے ہین سدا
بند کرتا یک بیک اچھا نہین ناسور کو

نشہ کا انداز ہی سرکشی اچھی نہین
بیگانہ کا شیشہ ہین گردن مغرور کو

جیسے ہم زخمی ہوے تیغ نگاہ مست کے
دوست رکھتے ہین نہایت چشم کے انگور کو

سیرہ ہے نکتہ چین معنی روشن آفتاب
کیا نظر آتا ہے غافل دیدۂ بے نور کو

دست رنگین سے چھپایا چہرۂ پر نور کو
گر دیا گل شمع ایمن نے چراغ طور کو

محو جوے شیر ہے فرہاد جو فردوس مین
قصر شیرین کا مگر سمجھا ہے قصر حور کو

چاک کر سینہ ہجوم دل مین ہے ہجوم آرزو
کس نے دلبستہ رکھا ہے خانۂ معمور کو

تیر ہو جاتے ہیں آتشین پر خط کی ہو گیسو نمو
بے دخان دیکھا ہے اکثر شعلۂ کافور کو

ناخن دست جنون بھی کوئی تیغ تیز ہے
زخم کاری کر دیا ہے سینے کے ناسور کو

دولت ممسک لیا چاہے تو کر محنت قبول
ملتے دیکھا ہے دفینہ بیشتر مزدور کو

صبح کر دی آہ و نالے مین شب تار فراق
مین ہون وہ فرہاد کاٹا جس نے کوہ طور کو

نقص خامی کب ہے پیدا اگر ہوئے کمال
پختگی کرتی ہے زائل ترشی انگور کو

دار کو بھی ہم سمجھتے ہیں کہ اک زینا ہے یہ
ایسے بیخود ہو گئے پی کر مئے منصور کو

۶۹

مری آنکھوں رہا میں اشک کا یارب بھلا ہوئے
پنہائی کیا ہی چکمن دوپٹے کی چشم گریان کو

بہائے عاشق بیتاب کے لاشے کو دریا مین
تہ و بالا کرے گا ورنہ یہ گور غریبان کو

یقین ہی قمریان اُس سرو قامت کے تصدق ہون
لب جو رات کو دیکھین اگر سرو چراغان کو

سبکسارونکو خطرہ کچھ نہین قہر الٰہی کا
خس و خاشاک کشتی جانتے ہین موج طوفان کو

اذیت کا سبب ہی پاس جنس بیبہا رکھنا
برائے لعل ٹکڑے کرتے ہین کان بدخشان کو

یہانتک غیر کی شرکت سے ہی آزاد کو نفرت
نہین پیوند کرتا باغبان سرو گلستان کو

صدا ای ہمصفیران تمکو مری کا ہی نہین آئیگی
بنا نازیر دیوار گلستان ہی مرے زندان کو

ضعیفونکی توانائی سے ای ظالم نہین ڈرتا
کہ کھا جاتا ہی اکثر مور چہ شمشیر بُران کو

بنائے دانۂ تسبیح انکی خاک تربت سے
دیا یہ مرتبہ اللہ نے تیرے شہیدان کو

سیہ اتنی ہوئی ہی یہ بہ رنگ مشقی طفلان
کہ ہرگز پڑھ نہین سکتا ہون اپنی فرد عصیان کو

وہ نخل یاس ہون اس مزرعہ ہستی مین ای غافل
نہین ہی پھولنے پھلنے کی جسکے فکر دہقان کو

تو نے تربت پہ مری دو نہ گرائے آنسو
غم فرہاد مین شیرین نے بہائے آنسو

نرالا سارے عالم سے ہے غافل عالم وحشت
نہ غم دنیا کا ہے نے دہشت عقبیٰ ہے مجنون کو

بذب دل ہی مین کیا خون دل بسمل کو — تا لہو دیکھ کے آجاے نہ غش قاتل کو
سیر دریا کی خوش آتی ہے کسے یار بغیر — ہم لب گور سمجھتے ہین لب ساحل کو
ساربان جس کی طرف کھینچے ہے مجنون سے نجد — ناقہ حیران ہے کہ لیجاؤن کدھر محمل کو
تل یہ کاجل کا زنخدان پہ بنا کر تو نے — داغ اک اور دیا رات مہ کامل کو
ایک بوسہ نہ دیا اسکا تو کیا اجر اسکا — گر بھرا موتیون سے تو نے کف سائل کو
وادی نجد کا اندیشہ نکر اے لیلی — ناقہ دو گام مین کر جائیگا طی منزل کو
پردہ چہرے سے اُٹھاتا ہے وہ اندک اندک — نیم بسمل نہ کرے آج کہین محفل کو
اے پری چہرہ ترے خال نے بنا گوش کا عشق — چین دیتا نہین ازبسکہ کسی عامل کو
آب پر نقش بناتا ہے کوئی تیرے لیے — آگ مین پڑھ کے جلاتا ہے کوئی فلفل کو

بھول جاتا وہ اگر تمکو نہ تھا اسکا عجب
تم تو ہشیار رہے تھے کیون بھول گئے غافل کو

انتظار یار مین اپنے خط انگشت دست	مٹ گئے ہین گنتے گنتے روز ماہ و سال کو
بخت خوابیدہ کیا تا نہ ہو تکو خواب ہے	زیب یا آئینہ کیا ہر کم صد انفعال کو

قطع کرنا رشتہ الفت کا غافل خوب ہے
کون ساتھ اپنے لگائے رکھے اس جنجال کو

تحریر اسکی نازکی عضو تن نہو — جائے قلم اگر رگ برگ سمن نہو
عریان اٹھین گے قبر سے آخر تو حشر کو — رکھدو ہمین یونہین جو نہین ہے کفن نہو
صیاد وان نہ رکھ قفس بلبل اسیر — برسون جہان گذار نسیم چمن نہو
تیشے کے جو دہن سے نکل آئی ہے زبان — پیاسا ترے لہو کا تو اے کوہکن نہو
بے سعی غیر نکلے ہے دریا دلون کا کام — چشمے مین کچھ بھی حاجت دلو و رسن نہو
منصور کو جو دار پہ کھینچا بجا کیا — وہ بات کیون کہے جو سزا وار دہن نہو
مدیح تو سینہ چاک کیا اسنے پیرہن — مجنون پہ زخم سینہ مرا خندہ زن نہو
ازبسکہ صاف دل ہین یہ منظور ہے ہمین — نامہ بھی تجکو بھیجین تو اسمین شکن نہو
اتنا بھی سادہ رو تو خوش آتا نہین ہمین — اک آدھ دلفریبی کی جسمین پھبن نہو

لطف کیا رہنی کا اس گلشن مین ای بلبل جہان | باغبان صیاد ہو موج سبزہ دام ہو
کوچہ جانان مین رہین ہم اگر دل کھول کے | پل مین دریا کا کنارا گر کنار بام ہو
آتش افسردہ ہین انکے مسی آلودہ لب | انسے کیونکر پختہ اپنی آرزوے خام ہو
کوئی ہے اسکا نہین اس بت سے سازش کسطرح | یا مین کافر ہون یا وہ دشمن اسلام ہو
چاہتے ہین یہ پتنگے شوق وصل شمع مین | ہم جلین اور صبح دو دہائی پر شام ہو
کیا کوئی شاعر مگر تو تیری باندھی سحر مین | جب تلک مضمون نہ اسکا یہ سے الہام ہو
بوریاے فقر میرا اک بنا تخت شہی | مجکو کیونکر اعتقاد گردش ایام ہو
عیش دیتا ہی اسے دور فلک اور مجکو رنج | یان مجھے دوران سر ہو وان جو دور جام ہو
عیب ذاتی تربیت سے بھی نہ زائل ہو سکے | تلخی شکر مین بھی دیوی تلخ جو بادام ہو

ہے جناب کبریا مین یہ ہی غافل کی دعا
جو کہون مین شعر وہ مقبول خاص عام ہو

وہ جام مے پیے تو مجھے یان خمار ہو | ٹوٹے بدن مرا اگر اسکو بخار ہو
دیوانگان گل کی ہو مرضی جو ہی صبا | زنجیر بھی ہو پانو مین تو خار دار ہو

شاید ہی غبار سے پیدا سوار ہو
ای دل تو کوئی شغل مین رکھتا نہ ہی قدم
ایسا نہو کہ پھر کوئی آفت دو چار ہو

کام تھا عالم امکان سے بھلا کیا ہمکو
جذبۂ عشق یہان کھینچ کے لایا ہمکو

ایک مدت سے تلاش دہن یار مین ہم
اسقدر گم ہین کہ پایا نہین عنقا ہمکو

پس دیوار تری کوچے مین ہم بیٹھے ہین
آج جنت مین ملا سایۂ طوبا ہمکو

شمع سان یاد قد یار مین روتے روتے
موج اشکون کی ہوئی سلسلہ پا ہمکو

دیکھتے ہین جو کبھی دیدۂ وحدت بین سے
نظر آتا ہے ہر اک قطرے مین دریا ہمکو

دین کے کام کے نے لائق دنیا ہین ہم
نہین معلوم کیا کس لیے پیدا ہمکو

تن پر داغ سے جل جل کے کفن خاک ہوا
مر گئے پر بھی کیا عشق نے رسوا ہمکو

ہمرہان جاتے رہے دشت خطرناک کے بیچ
صورت نقش قدم چھوڑ کے تنہا ہمکو

شعبدہ باز نہین ہے جو فلک پھر کیا ہے
اک نیا روز دکھاتا ہے تماشا ہمکو

اشک گوہر ہے اگر لخت جگر یاقوت
دولت عشق سے سب کچھ ہے مہیا ہمکو

خواہش حور ہے غافل نہ ہوس جنت کی
آرزو ہے کہ نہو کچھ بھی تمنا مجکو

مرغ دل عشاق کی خاطر نہ نشان ہے
جبتک نہ تری ناوک مژگان کا نشان ہے

۷۵

ایسا نہ کوئی خاطر عالم پہ گران ہو
جس کشتی پہ ہم بیٹھیں وہ کشتی نہ روان ہو

ہین سختی دوران سے رگ سنگ بنا ہین
نشتر بھی لگائیں تو نہ خون تن سے روان ہو

اس باغ کے گل مد نظر اپنے نہین ہین
ہوتا تھا جہان گل یہ خزان آج خزان ہے

مضمون جو لکھون خواہش دیدار کا خط مین
جو دائرہ حرف ہو چشم نگران ہو

مژگان کے خس و خار ہون کیا مائل گریہ
ہو جاوے جو ن کاہ اگر کوہ گران ہو

خاموشی مین جون غنچہ مزاجنکو ملا ہے
ہرگز نہ کرے بات اگر لاکھ زبان ہو

ہمرنگ رخ یار اگر ہووے کوئی گل
بلبل نہ کبھی باغ مین سرگرم فغان ہو

مین داغ جدائی مین کسی گل کے ہوا ہون
کرتا مجھے وان فن جہان لالہ ستان ہو

پنہان ہے مرے سینے مین یون سوز محبت
جس طرح سے شعلہ دل خارا مین نہان ہو

دعواے فن شعر فریب ہے اسی کو
جو کوئی کہ غافل ہمہ گو ہو ہمہ دان ہو

مصحفی درد کو سمجھتا ہون مین ایمان اسکو
جو پھرے اس سے کہون پھر نہ مسلمان اسکو

دشت سے گر تیرا دیوانہ کرے شہر کا قصد
پانون پڑ پڑ کے رکھین خار مغیلان اسکو

کیون نہو جان انکے ناوک سے تنگ
ہمصفیر مرغ بہار ابکی چمن کی لوٹی
اندنون تو نے نکالی ہے نئی طرز خرام
سجدہ کرتے ہین اسے شیخ و برہمن دونون

زندگی کرنی پڑی ہے اسی بیمار کے ساتھ
ہم قفس ہی مین ہو مرغ گرفتار کے ساتھ
جی کھنچے جاتے ہین ظالم تری رفتار کے ساتھ
بت کو نسبت نہین کچھ سنگ در یار کے ساتھ

مجکو اولاد علی سے ہے محبت غافل
حشر ہوئے گا مرا حیدر کرار کے ساتھ

ہم فقیرون کا ہے گذر کر آرہ فاختہ
اپنی کوکو پر کرے ہرگز نہ غرہ فاختہ

جل کے خاکستر ابھی ہو جائے تو آگ اس مین
گر ترے دل مین ہو سوز عشق ذرہ فاختہ

چشم تر سے اپنی تو سیراب رکھ شمشاد کو
یان درخت خشک پر جاتا ہے آرہ فاختہ

جامۂ خاکستری سے تیری یہ ثابت ہوا
اپنی درویشی کا ہے تجکو بھی غرہ فاختہ

جسپر اس ماہ تمامی پوش کا سایہ پڑے
باغ مین ہے سرو پر رشک مجرہ فاختہ

عشق مژگان نے بھی تو کھینچا ہے دار سر پہ
یاد ابرو مین اگر ہے زیر آرہ فاختہ

مرغ بستانی کا اسکے سامنے دم بند ہے
نغمہ سنجی ہین مگر غافل سے غرہ فاختہ

باندھ رکھتے ہیں دل وحشی کے میرے دست و پا
تنگ آیا ہوں تری الفت کی زنجیروں کے ہاتھ

تا نہ کہلا بھیجیں پیام زبانی عاشقان
بھیجتا ہے وہ جوابِ نامہ بھی تیروں کے ہاتھ

دمبدم درد محبت اور بھی بڑھتا گیا
جا پڑا ہوں کن طبیبوں کی میں تدبیروں کے ہاتھ

خاک و خون میں دشت پامال کیے وہ دیر تک
دامنِ قاتل نہ آیا تو بھی نخچیروں کے ہاتھ

آرزو میں جو ہم آغوشی کی تیری مر گئے
گور سے باہر رہینگے ان کی انمیروں کے ہاتھ

عاشق حیران کا تیرے کیا جنازہ لیگئے
پیٹنے کے واسطے اٹھتے ہیں تصویروں کے ہاتھ

قتل میں بھی میری کیا مرنا تجھے منظور ہے
مجھ پہ گن گن کر لگاتا ہے جو شمشیروں کے ہاتھ

ایسا ساحر ہے وہ ای غافل بقول مصحفی
باندھ رکھے ایک تار زلف میں پیروں کے ہاتھ

گھورتی ہے بطرح تصویر پشت آئینہ
مجھ سے کیا ایسی ہوئی تقصیر پشت آئینہ

اپنے خط کا میں نے کاغذ جو دیا اسپر لگا
پڑھ کے وہ حیران ہو تحریر پشت آئینہ

زانوی خوبان سے ہم بھی ہیں چسپان ہر گھڑی
کاش کے ملتی ہمیں تقدیر پشت آئینہ

حسرت دیدار میں اسکے جو میں بسمل ہوا
خون میرا ہوگا دامنگیر پشت آئینہ

جز اسکے جو مری طرح اشکو جلنے مین
تو آگ سے نہ کبھی پھر رخ کباب پھرے

جو کھوے محرم آب روان کو تو لب جو
عدم کو جاتی ہوے راہ سے حباب پھرے

مدد سے طالع برگشتہ کے عجب کیا ہی
جو کوی یار سے قاصد مرا شتاب پھرے

اٹھے جو یار کے رخسار آتشین سے نقاب
تو حشر کو نہ ادھر روے آفتاب پھرے

شب وصال جو آہستہ جلنے کو کہیے
تو ضد سے میری فلک اور بھی شتاب پھرے

جو تیری چشم کا قاضی کو بھی اشارہ ہو
بغل مین داب کے ہو شیشہ شراب پھرے

وہ آئے فاتحہ پڑھنے جو بعد مدت کے
مری لحد سے یہ نکلی صد شتاب پھرے

بدل بہار سے ہوے خزان گلشن عمر
جو پھر بھی جا کی کبھی موسم شباب پھرے

کہین تو دفن ہی فرہاد اور کہین مجنون
نہ کوہ و دشت مین روتا ہوا سحاب پھرے

جکو رکھی کے جلائے چراغ دریا پر
جو تجھسے دل مرا ای رشک ماہتاب پھرے

سوال سنکے مرا آپ ہین بست خاموش
یہ وہ گدا نہین جو در سے بے جواب پھرے

وہ لالہ رو پئے گلگشت باغ آیا ہے
ہزار شکر کہ دن تیرے ای گلاب پھرے

خیال جسکا کہ بیداری مین ہے ہر دم
اسیکی آنکھوں مین صورت میاں خواب پھرے

[illegible]

صحرا مین میرے حضر کا ہے پتا نہین قدم
گردن کسی ملاتی ہوا لیکن خاک مین

بجلی کے ہیں جنبش ابر مین چمک مین

کیا دور داد خواہی کو صحرائے حشر مین

تکتے رہین منہ ہر ایک کا محفل مین اسلیے

جبتک نہ آگے آگے کوئی رہنما چلے

بہتر ہے آدمی جو ذرا سر جھکا چلے

کیا خاک اسکے سامنے تیغ قضا چلے

قاتل کے ساتھ گرم الاشہ چلا چلے

ہم بھی کہین کچھ اس سے جو کوئی کر وفا چلے

جو رہتا ہان ہند سے غافل تنگ ہون
مین تو ابھی چلون جو کوئی کربلا چلے

بست وہ سرمگین ستا ہے اب ستور آنکھون سے
کہ رو رو دیان جاتا رہا ہے نور آنکھون سے

اڑاتے ہین ستارے آنکھ ان مخمور آنکھون سے
کیا ہے شرم کا پردہ کو شاید دور آنکھون سے

کیا ہے قتل اک عالم کو جنکے لال ڈورے نے
خداوندا بچانا مجکو ان مخمور آنکھون سے

چڑھے وہ غیرت شمع تجلی گر نظر تیری
ابھی گر جائے موسی چراغ طور آنکھون سے

دل صافی کا گر ہو پاس ہمجانے مین ساقی کو
اٹھائے ریزہ ہائے ساغر بلور آنکھون سے

کیا ہے مین نے طے اک گام مین راہ حقیقت کو
قدم میر لگا ہین شبلی و منصور آنکھون سے

[illegible]

۷۰

بے قد یار آنکھ میں یوں سرو باغ ہے | سولی کھڑی ہو جیسے گنہگار کے لیے
وہ بت ہی تو کہ آنکھ کی پتلی بنائیے | آنکھوں کی ڈوری ہوں ترے زنار کے لیے
دیکھا ہی جیسے حلقہ عشاق تیرے گرد | جلتی ہے شمع گرمی بازار کے لیے
جیسے تکلف سن تو درمیاں نہیں | میری لیے ہی یار تو میں یار کے لیے
روے صبا یہ کب در گلزار بند ہی | راہیں کھلی ہوئی ہیں طلبگار کے لیے
دیوانہ پیرہن نکری چاک کیا کرے | کچھ مشغلہ ضرور ہے بیکار کے لیے
یارب ہماری آنکھ کا پردہ پسند ہو | درکار ہے نقاب رخ یار کے لیے
مرتا ہوں میں تو حلقہ گیسو کی رشک سے | بوسے ہزار ہا تری رخسار کے لیے
اللہ ری جذب عشق کہ بادصبا کے ساتھ | گل اڑکے آئے مرغ گرفتار کے لیے
مجنوں بغیر کون ہی لیلی کا قدرداں | مطلوب ہی جہاں طلبگار کے لیے

خلوت سرائے خاص میں غافل کا ہی گذر
پروا نہیں ہے محرم اسرار کے لیے

وہ جوش نوجوانی اب کہاں ہے | نہ وہ نالہ نہ وہ شور و فغاں ہے

گلستان یار میں مقتل سا ہے | جو شاخ گل ہے تیغ خونچکاں ہے
گریباں ماہ نو سے تکمہ تر | قبا کا چاک بھی اک کہکشاں ہے
بنے کرتے ہیں خورشید قیامت | ترے گھر کا وہ ادنی ناودان ہے
ہوا مشہور گم ہونے سے عنقا | ہماری بے نشانی ہی نشاں ہے
ترے وہ حسن کا جلوہ ہی جس سے

زمیں اوپر سے پیغام آسماں ہے
وہ زیبا میں تجلی میں دیکھو بت
نمایاں تن سے مغز استخواں ہے
لطافت میں یہیں نازو وہ رہے
وہ قاتل لب ہیں ہم دہاں ہے
تنومندی کا سب پہ یہ عیاں ہے
کہ پیچ نازکی ابی گراں ہے
وہ ایسی نازک بدن ابکا کماں ہے

[illegible]

[illegible]

شب جدائی کا مجکو کھٹکا زبسکہ روز وصال بھی ہے
اگرہے رنگ نشاط منہ پر تو دل مین کچھ کچھ ملال بھی ہے

ہوئے ہین جون خار شانہ لاغر بدن مین کچھ اپنے حال بھی ہے
وہ گل تو زلفین بنا رہا ہے اُسے ہمارا خیال بھی ہے

ثبات کار جہان ہو کیونکر زمانے کا ایک حال ہی ہے
عروج ہے تو نزول بھی ہے کمال ہے تو زوال بھی ہے

یقین یہ ہے کہ آج کی شب فلک نہ چھوڑیگا مجکو جیتا
جو کہکشان ہے سنان سنبھالے تو تیغ بر کف ہلال بھی ہے

نہ پوچھ جو کوہکن پہ گذری سُنا ہی ہوئیگا حال اُسکا
یہ سچ کہا ہے کہ عشق بازی نہین ہے آسان محال بھی ہے

کدھر گیا ہے خیال تیرا کہان ہے ای شاخ یاسمن تو
سمجھ کے دعوی نازکی کر چمن مین وہ نونہال بھی ہے

عجب نہین اسکا زشت رو بھی جو آپکو جانے خوبصورت

گدائے ناچیز ہین ہمارا خیال آتا ہے کب کہ اسکو
جو کبر جاہ و جلال ہے تو غرور حسن و جمال بھی ہے

نہ خواب و خور کا ہے دھیان مجکو نہ تن بدن کا ہے ہوش باقی
خیال جانان مین محو ہون مین مجھے اپنا خیال بھی ہے

ستارہ کی منتہی نہ پارہ رہ کو ملی ہے اوج ہوا پہ جاکر
جو آپ کو جانے سب سے ناقص برابر اسکے کمال بھی ہے

پھنسے ہین کتنے ہی طائر دل تمہارے زلفون کے پیچ مین ہین
غرض کہ ثابت ہوا یہ مجکو قبا بھی ہے اور جال بھی ہے

مثال خورشید اسکے منہ پر نظر ٹھہرتی نہین ہے اصلا
ادا کے اس سے آنکھ کوئی کیسکی اتنی مجال بھی ہے

برنگ ماہی کسی نے مجکو کیا تھا جو رنگ کیا عدم مین
جو زخم شمشیر ہے بدن پر تو خلق میرا ہلال بھی ہے

گدائے نظارہ باز ہون مین جو پاس رکھتا ہے دولت حسن

اس سرا دہر میں ہر دم مقام و کوچ ہے
کوئی بیٹھا ہے کوئی پادر رکاب استادہ ہے

اسکو شیشے ہے ساغر افزا کا ہیرا ہو جیسے عکس
مثل آب آئینہ دریا کا آب استادہ ہے

بیٹھنے کا حکم کب ہے محفل خوبان کے بیچ
دست بستہ سامنے ہر شیخ و شاب استادہ ہے

آفتاب صبح جسپر روز ہوتا ہے فدا
کیا یہ اسکا خیمۂ زرین طناب استادہ ہے

گر نہ اسکے سامنے گردن جھکا دوں کیا کروں
قتل پر میرے وہ سرگرم عتاب استادہ ہے

یہ وہی غافل ہے جو تھا کل تلک مسند نشین
آج گو اس در پہ با حال خراب استادہ ہے

نگاہ یار ہمسے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسیکی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

مرقع ہے مری آنکھوں میں کیا یاران فتنہ کا
جو نظروں کے تلے ہر ایک کی تصویر پھرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اٹھ گیا صحرائے وحشت سے
بگولے کی طرح سے ڈھونڈھتی زنجیر پھرتی ہے

تری تلوار کا منہ ہمسے پھر جائے تو پھر جائے
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لائیگی اسے گور غریبان پر
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

بیان کس منہ سے ہو میرے یار کی شیرین کلامی کا
زبان پر اپنی اب تک لذت تقریر پھرتی ہے

گر حلقۂ تسبیح مین گردن ہو کسی کی | وابستہ ہے تو رشتۂ زنار سے کوئی

تنہا نہ ہمین اسمین گئے جان سے غافل
جانبر نہ ہوا عشق کے آزار سے کوئی

چمن کو صحن جانان سے یہ کیا آتی ہے | ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے
ایک وہ بت نہین آتا ہے مرے مرقد پر | گو زیارت کو لیے خلق خدا آتی ہے
لیکے پیغام زبانی جو چلا ہے قاصد | بات بگڑی ہوئی کیا اسکو بنا آتی ہے
عشق نے عالم پیری مین ستایا ہے مجھے | نالہ کرتے ہوے اس منھ سے حیا آتی ہے
کسکے مین دست نگارین کا ہون زخمی یارب | ہر گل زخم سے جو بوے حنا آتی ہے
جی مین آتا ہے مسیحا سے مین پوچھون جاکر | مرض عشق کی بھی تجکو دوا آتی ہے
صبح کس طرح سے ہوگی شب ہجر و فراق | نہ تو نیند آتی ہے مجکو نہ قضا آتی ہے
کس طرح قافلۂ ملک عدم کو ڈھونڈھین | نقش پا ملتے ہین نہ بانگ درا آتی ہے
چھوڑ رہا ہے وہ جب گھر مین اکیلا مجکو | در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے
لاکھ سینہ مین اٹھتا ہے تا شام سے دل | رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

گفتگو زلف کی اسکی جو کبھی آتی ہے
بات کرنے میں زبان میری الجھ جاتی ہے

پیچ سے گر تری کاکل کے نکلتا ہو کوئی
زلف پھر دام میں اپنے اسے الجھاتی ہے

پوچھتے کیا ہو تم اس خاک کے پتلے کا ثبات
جیسے تصویر کوئی بنکے بگڑ جاتی ہے

بحث نالے کی کیا کرتا ہے مجنون
اپنے دیوانے کو لیلی نہیں سمجھاتی ہے

کسکے مجموعۂ خاطر کو کرے گی برہم
الجھے بالونکو ترے کنگھی جو سلجھاتی ہے

ناقبولی سے ہون در در زمین میں پیوند
میرے مرنے کو تو مٹی بھی نہیں کھاتی ہے

بیستون کاٹ کے فرہاد نے یہ دل سے کہا
اور کیا دیکھیے شیرین مجھے فرماتی ہے

میں وہ بیکس ہون کہ گلزار میں جسکی خاطر
اڑکے میخانے سے ہر شب بط مے آتی ہے

کون فریاد اسیران جفا سنتا ہے
ہم بھی غل کرتے ہیں زنجیر بھی چلاتی ہے

عرش پر واز نہیں تجھسے ہم بھی کبھی اے غافل
اب تو یہ حال ہے پیری ٹھوکرین کھلاتی ہے

تجھسے محبوب سے جسوقت بگڑ جاتی ہے
مرتے بن آتی ہے اور کچھ نہیں بن آتی ہے

بو کسی زلف معنبر کی مگر لاتی ہے
ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

پست کرتی ہے گھٹے کو بلندی آخر | سرکشی خاک میں ہر ایک کو ملواتی ہے
زرد ہوتا ہے کبھی چہرہ مرا گاہ سفید | رنگ کیا کیا مجھے الفت تری دکھلاتی ہے

ملک رفاے سے ہمیں دار بقا کو غافل
ایک ہی لغزش پا مستی میں ہو جاتی ہے

محفل عشرت بھی خوش آتی نہیں اصلا مجھے | یاد دلواتے ہیں اُسکے ساغر و مینا مجھے
دو گھڑی بھی چین بن اُسکے نہیں آتا مجھے | میری بیتابی کریگی ایک دن رسوا مجھے
جسنے جرم دوستی پر جان سے مارا مجھے | حیف وہ اتنا نہ سمجھا سب کہیں گے کیا مجھے
کھینچتا ہے جوش وحشت جانب صحرا مجھے | خانۂ زندان میں بھی مشکل ہو رہنا مجھے
آگئی پہلے ہی دلپر نا امیدی سے شکست | مانگتا عقبیٰ ہی میں ملتی اگر دنیا مجھے
ذو سزاوار جہنم ہوں نہ شایان بہشت | حق تعالیٰ نے کیا ہے کس لیے پیدا مجھے
میں ہوں مجبور ازل اسکا تعجب کچھ نہیں | ساتھ سونے گر نہ دیوے صورت دیبا مجھے
تیری چشم سرمہ سا کی ہمیں جو پائی شبیہ | خوش بہت آئی چمن میں نرگس شہلا مجھے
ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھر کر رہ رہجاتا ہوں میں | یاد آتا ہے جو وصل موسم سرما مجھے

[illegible]

سرگذشتِ سوزِ ہجران کا نہ پوچھو ماجرا
جسکو سنکر کان جلجاتین یہ وہ افسانہ ہے

آمد آمد ہے الٰہی آج کس مہ نوش کی
مثلِ چشمِ منتظر جو دا درِ میخانہ ہے

وہ بگڑ بیٹھے ہین جیسے آبنی ہے جان پر
ہم یہان مرتے ہین اور وان نازِ معشوقانہ ہے

دستِ و پا کا خون ہین بھرتا ہے دعویٰ عاشقان
لگکے سرگر نا زمین پر سجدۂ شکرانہ ہے

نعمتِ خوانِ سلیمان کی نہین محکو ہوس
مور قانع کی طرح خرمن مجھے یکدانہ ہے

جلد کر جاتے ہین عاشق بھر ہستی سی عبور
شمع روشن بادبانِ کشتیِ پروانہ ہے

موج زن دریا مے ہے اسقدر خمخانے مین
صورتِ گرداب گردش مین اک پیمانہ ہے

دور کرتا ہے جو خطِ سبز کو عارض سے تو
کیا ریاضِ حسن مین سبزہ بیگانہ ہے

داؤن اے غافل سمجھکر رکھ قمارِ عشق مین
جان کی بازی ہے یان کیا بازیِ طفلانہ ہے

عار کو کہتے ہین خوش چہرہ بھلا کس رو سے
آنکھ سی آنکھ نہ گیسو ہین ترے گیسو سے

دولتِ حسن کے جانے کا نہ کر تو افسوس
ہاتھ آئی نہین جو چیز گئی قابو سے

جیسے تن پھونک دیا آتشِ فرقت نے مرا
آگ کا شعلہ نکلتا ہے بن مو سے

مجھکو غش آ ہی گیا باؤن کی تری بو سے
خاک بھی ریگِ روان ہو کے تجھے ڈھونڈھیگی
باز آنے کی نہین مین تری جستجو سے
اسقدر یاد مین بین سروقدون کے رویا
مل گیا سیل مرے اشکون کا جا سرچشمہ سے
جیسے اطراف مین پہونچی ترے [illegible]
لوگ آتے ہین چلے دیکھنے کو [illegible]
طوقِ زنجیر مین ہوتا [illegible]

[illegible]

ہنسا تنگی یار کا حاصل تب مزا
جب شیشہ مینا ہم شہر کی دیوار ٹوٹ جائے

کنج قفس مین آج پھڑکتا ہے بلبلے
بازو ترا نہ مرغ گرفتار ٹوٹ جائے

وہ بے نصیب کشتہ تو نہیں تیرے ہون مین
یاری مری جو آئے تو تلوار ٹوٹ جائے

لیکر بغل مین شیشہ جو کو چلا ہے شیخ
کیا سیر ہو اگر سر بازار ٹوٹ جائے

کنگا ک کئی ہین آئینہ دل کے اندرون
جھگڑا چکے جو ہیں خریدار ٹوٹ جائے

کیون سب وا عزیز رکھون چشم یار سے
ڈر ہے یہی نہ خاطر بیمار ٹوٹ جائے

اسلام کا ثبوت ہمارے شیخ کفر سے
تسبیح ٹوٹ جائے جو زنار ٹوٹ جائے

تڑپے نہ وقت ذبح یہ ہم جی مین سے چکر
ایسا نہو کہ خنجر خونخوار ٹوٹ جائے

چمکین ہین دانتون مین یہ ہیرا اتنا بے اشک
جس طرح موتیون کا کہین ہار ٹوٹ جائے

ہم وہ ہین بے ثبات کہ گرا ہے ہماری طرف
سو بار گر بنا مین تو سو بار ٹوٹ جائے

بسمل کی طرح تڑپے ہی دل کی عجب اگر
تار رفو سے سینہ افگار ٹوٹ جائے

تو ڑ سکا نہ مین رشتہ الفت کو زینہار
تیری طرف سے ہم ٹوٹے تو ای یار ٹوٹ جائے

لکھون شکستہ پائی کا اپنے جو ماجرا
پائے قلم وہین دم رفتار ٹوٹ جائے

پھر گئی آکے لیلی اے مجنون
کوہکن آپ کو ہلاک نہ کر
آب و دانے کی فکر مین شب و روز
جھک کے چاناپیان کمینون سے

کتنی برگشتہ تیری قسمت ہے
ہار پرویز کو جو عبرت ہے
آسیا زیر گرد کلفت ہے
یہ بھی اک تمغۂ شرافت ہے

سچ کہا ہے کسی نے اے غافل
تندرستی ہزار نعمت ہے

چھٹ پنے ہی مین یار آفت ہے
ایک دل چھپہ لاکھ آفت ہے
کرنہ غفلت مین تو بسر اسکو
مرگ پر کیا کسی کے روئین ہم
ناز و انداز یہ پری مین کہان
پڑ گئے جسم پر نشان نگاہ
دم آخر نہ جاؤ بالین سے

کچھ بڑھا قد تو پھر قیامت ہے
درد ہے داغ ہے جراحت ہے
ایک دو دم کی یہ جو مہلت ہے
دل کے ہاتھ سے کسکو فرصت ہے
ہمنے مانا وہ خوبصورت ہی
گل مین کب اسقدر نزاکت ہے
کر لو رخصت کہ وقت رخصت ہے

مین وہ ہون گنہگار نہ چھوڑے مجھے قاضی
جب تک نہ لہو ذرہ تعذیر سے ٹپکے

زخمی ترا مرجائے اگر پیاس کے مارے
اک قطرہ نہ آب دم شمشیر سے ٹپکے

پڑجائے اگر حسن جوانی کا تری عکس
اغلب ہے کہ جوبن تری تصویر سے ٹپکے

دن رات جو رہتا ہے کرم ابر بلا کا
جس گھر مین ہون وہ مری تقدیر سے ٹپکے

جب کہتے ہین سیب کو ہم یاد ذقن مین
کہتے ہین یہ میوہ کسی تدبیر سے ٹپکے

کیا کیا نہ اسیری مین ہوا حال ہمارا
آنسو نہ کبھی دیدۂ زنجیر سے ٹپکے

مین وہ ہون وفادار اگر ذبح کرے تو
جم جائے لہو اور نہ شمشیر سے ٹپکے

لکھا ہے تمنائے شہادت مین اُسے خط
خون کیون نہ مرے نامے کی تحریر سے ٹپکے

ہم وصف کیا کرتے ہین شیرین دہنون کا
رس کیون نہ ہمارے لب تقریر سے ٹپکے

لکھتا ہون صفت پنجۂ رنگین کی عجب کیا
گر رنگ حنا خانۂ تحریر سے ٹپکے

بے یار وہ برسات مین ہیکا ہے نہین کم
پانی کی کوئی بوند جو تیر سے ٹپکے

غافل کی یہ طاقت ہے کہ آنکھ اُس سے ملائے
جب زہر نگاہ بت بے پیر سے ٹپکے

چشمۂ کہسار ہی روتے نہیں ہیں آج تک
داغ ہیں لالے کے بھی لولین غم فرہاد سے

رخصت پرواز تا بام قفس ہمکو نہ دی
مرتے مرتے جی میں یہ شکوہ رہا صیاد سے

طائر رنگ حنا کی طرح میں ہوں وہ اسیر
مخلصی ممکن نہیں جسکی کف صیاد سے

گھات میں سبکی لگا رہتا ہی صیاد اجل
طائر جان بچ نہیں سکتی کا اس صیاد سے

موج زن دیکھے خضر گر آب تیغ یار کو
ہاتھ دھو بیٹھے بقا سے عمر بے بنیاد سے

اُسنے کھینچی تھی یہ کسکی تیغ پر خونکی شبیہہ
خون ٹپکتا ہی جو اب تک خامۂ بہزاد سے

خاک تو اُڑ جائیگی اور دم ہوا ہو جائے گا
آدمی غافل ہی کیون اس جسم خاک و باد سے

کیا لگی ہے آگ میرے نالۂ فریاد سے
جو دھوان سا اٹھ رہا ہی خانۂ صیاد سے

چاہیے نالان نہونا یار کی بیداد سے
ہر ستم پر آفرین نکلے لب فریاد سے

عشق ہوتا گر اُسے تیرے قد آزاد سے
ٹنے پاتا کب الف پیشانی آزاد سے

فصل گل میں دیکھکر خالی ہمارا آشیان
گر پڑے آنسو چمن میں دیدۂ صیاد سے

میرا اُڑنا تو قفس سے ای صبا معلوم ہی
رنگ اُڑ سکتا نہو جب دہشت صیاد سے

اسیری کو تری ای مرغ دل ہر دام ہی ہمین	نہین یہ خال کا دانہ سلیمانی کا دانہ ہی
سنے وہ کان کھکر کیون نہ میرا قصہ وحشت	نئی یہ داستان ہر کہنہ مجنون کا فسانہ ہی
گل خورشید ہے معشوق خورشید دیا ہے	چمن مین شور محشر مجکو بلبل کا ترانہ ہی

بہا جاتا نہین یہ تخت دل اشکون سے غافل
کسیکو لال ہتیلی مین مرا نامہ روانہ ہے

عجایب سرح سری کا پان کہا کر مسکراتا ہی	کہ جو موتی کا دانہ تھا سو اب انگلی کا دانہ ہی
عبث آنسو بہا کہ مین سینہ اشکون کا فسانہ ہی	کوئی یہ قصہ جانکاہ سنکر خواب آتا ہی
تماشا آہ آبشار کا اپنی دکھاتا ہے	در محبوب پر اکدن ہمین دھونی رمانا ہی
وصال یار ہی نزدیک یاں سے دور جاتا ہی	مسافر ہون عدم کا کوس رحلت سنا دیا ناہی
اٹھا دی پردے رنگین سے اگر برقہ اٹھاتا ہی	گل خورشید سے اکدن ہمین تجکو ملاتا ہی
مجھے صیاد شاید طائر تصویر سمجھا ہے	کہین کیسے قفس مین دن پانی ہے نہ دانا ہی
ادھر آ بھی کہین ای برق آفت شوق مین تیری	بنا ہر دانہ باروت جو خرمن مین دانا ہی
تماشا دیکھتے ہین وہ زہم دولت گریہ کی	کہ فوارہ مژہ ہر حوض آنکھین دل خزانا ہی

حدیقہ ہے اگر وہ روے خنداں | تو آنکھیں کم نہیں عین الیقین سے
رگ جاں سے بھی جو نزدیک تر ہو | اُسے کیا دیکھے کوئی دوربیں سے
گریباں میں رکھا رضواں نے لیکر | گرا جو پھول اُسکی آستیں سے
رکھیں آسیر جو تیرا کوہ تمکیں | نہ اُٹھے پھر زمیں کا وزن زمیں سے
ترے دل سوختہ ہیں دفن جس جا | نہیں اُگتا ہے سبزہ اُس زمیں سے
فلک کیا پاس رکھتا ہے جو ناگیں | ملا بھی ہے خزانہ تو زمیں سے
رخ روشن پہ یہ زلفیں نہیں ہیں | دھواں اُٹھتا ہے بحر آتشیں سے
ستارے گم ہوے خورشید نکلا | عرق جب یار نے پونچھا جبیں سے

چمن میں کسنے پردہ رخ سے الٹا
جو سارے گل ہیں غافل یاسمیں سے

عرق ٹپکا جہاں اسکی جبیں سے | ہوا الماس پیدا اُس زمیں سے
زمین و آسماں ہل ہل گئے ہیں | شب فرقت مری آہ حزیں سے
خدا کے واسطے اے بت اٹھا دے | حیا کا پردہ روے شرمگیں سے

گلستاں میں ہنسی جو چھوٹی کلی ہے
خدا جانے وحشت کدھر لے چلی ہے

تب اتارا پیرہن اس قاتل بے پیر نے
جب کیا قصد گریبان جنون دامنگیر نے

کیون ترا دیوانہ زندان سے قدم باہر رکھے
جا لگی آنکھون مین وہی ہر حلقۂ زنجیر نے

آہ سے میری حذر لازم ہے ای آہن دلو
بارہا توڑی ہے فولادی سپر اس تیر نے

ہاتھ سو قاتل کے ہم بچتے نظر آتے نہین
بیطرح تاکا ہے چشم جوہر شمشیر نے

وای حسرت رہگیا اک تیر کھا کر دیدے
صورت صیاد بھی دیکھی نہ اس نخچیر نے

آتش حسرت مین کیا کیا رات پروانے جلے
جب زبان شمع کو منھ مین لیا گلگیر نے

تیری آنے کی شب ہجران مین کچھ حاجت نہین
مار ڈالا اے اجل ہمکو تری تاخیر نے

ایک جا نقشہ جو کھینچا عاشق و معشوق کا
لے لیا آغوش مین تصویر کو تصویر نے

ہے دہان غنچہ ہی غفلت یہ تیری خندہ زن
بے بقا سمجھا ہے اے منعم تجھے تعمیر نے

بات کر سکتا ہی تجھسے کون ای جادو بیان
کر دیا ہے بند عیسی کو تری تقریر نے

جب تلک کھینچی ہی کھینچی تیغ وہ زرین قبا
ذبح کر ڈالا سحاب سرخ کی تحریر نے

گور مین بھی جای آسایش نہ ای غافل ملی
اسقدر چکر مین رکھا گردش تقدیر نے

وہ تو کہتا تھا انا الحق اور انا معشوق ہم
عہد مین اپنے تو ہم بھی کم نہین منصور سے

آفتاب حشر مین اُنسے نہ میچا جائے گا
بادہ کش خو گر ہین ایسے سایۂ انگور سے

مر گئے پر بھی ہے یہ شوق ہم آغوشی ہمین
وصل کی لذت اُٹھاتے ہین فشار گور سے

نار معشوقی اُسے کہتے ہین موسیٰ کے لیے
ابتک آتی ہے صدائے لن ترانی طور سے

آگ شاید خانۂ دل کو لگا دی آہ نے
جو نکلتا ہے دھوان ہر روزن ناسور سے

یاد مین چشم خمارین کی تری جو مست ہین
خلد مین ساغر نہین لیتے وہ دست حور سے

گول بازو مین اگر اُس بت کے سانچے مین ڈھلے
ساعد سیمین بھی ہین ترشے ہوئے بلور سے

کون سرکش فوق ہے زیر زمین جسکے لیے
مے چھلک جاتی ہے اکثر ساغر معمور سے

بعد مردن دفن کرنا نرگستان مین مجھے
عشق ہے مجھکو کسی کے نرگس مخمور سے

کھائے نیش ملامت ہمنے تیری عشق مین
کم نہین سینہ ہمارا خانۂ زنبور سے

حال نازبتان غافل ہین سے لوگ ہین
یہ نہین وہ بار جو اُٹھے سر اک مزدور سے

دے مجھے اک جام ساقی اُس مۓ پر زور سے
شعلہ مجمر سے جو گذرے سر مخمور سے

باقی کسی کی یاد نہ ہم کو رہا سوا دوست
حسرت بھی ہے قبر پر ترے تشنہ کام کی

شیرین و فرہاد کی یاد کی ہیں
کسکو ہے یاد قصے نیال انتقام کی

وہ آفتاب حسن جو اٹھے نقاب کو
ہر صبح قتل بیٹھے ہیں مشتاق بام کی

وہ بت ہی تو کہ خاصہ درگاہ کبریا
رکھتے ہیں آرزو ترے دیوان عام کی

طفلی میں ہے ابھی تو زنخدان پر [illegible]
دل آرزو ہے تنگی [illegible] کی

سب جوہر انکو خدا نے دی [illegible]
تیغ کھینچی کہ سب [illegible] کی

آتے ہی آپکے دست نگار میں نگینا
سادہ ہی انگوٹھی ہوگئی پینے کے کام کی

خون جگر نہ دیکھا تیرے تو کیا کرے
لذت ہے کب طعام میں ترک طعام کی

صحرا نوردان قیس کو زنجیر سے جکڑ
کافی ہے اسکے واسطے رسی زمام کی

اللہ رے عشق گل کہ دبستان باغ میں
بلبل نے اک سبق میں گلستان تمام کی

کیا جیتے جی قفس میں ہوا ہے خانہ نشین
آتی ہے تب کہیں سے صدا آرام رام کی

سودائی گر لقب ہی تو مجنون خطاب ہے
دیوانہ مشہور ہوں کہ نہیں قید نام کی

نیند نہیں اسکو ہوتے ہیں جو مرغ اسیر
کرتی تری نہ ہے گر تار دام کی

ملی ہے مری خاک ریگ دان مین
موے پر بھی مجکو تری جستجو ہے

ہم اپنی ہین نازک مزاجی سے شاکی
گلہ کریے کیونکر کہ وہ تندخو ہے

لگایا تھا کیون ہاتھ دامن کو اُسکے
اسی شرم سے عیب مین سرفرو ہے

موے پر بھی مُنھ اُس گلی سے نہ مُڑا
نہ خاک مرد امرا قبلہ رو ہے

تری یاد مین مست رہتا ہے غافل
نہ مطرب نہ ساقی نہ جام و سبو ہے

وہ ظالم جب کوئی تازہ ستم ایجاد کرتا ہی
تو اپنے عاشقون مین پہلے ہمکو یاد کرتا ہے

سزا ہے دل لگانے کی جو وہ بیداد کرتا ہی
گنہگار ہونگا اوپر رحم کب جلاد کرتا ہے

مین جو ہ واماندہ ہون ہر ایک جسکو یاد کرتا ہی
جرس کی طرح سارا قافلہ فریاد کرتا ہے

میان عاشق و معشوق یکرنگی ہوا ی گلچین
نہین گل توڑتا بلبل پہ تو بیداد کرتا ہے

بنا کر نقش شیرین کو ہکن فخر یہ کہتا تھا
ہمارا تیشہ کارخانہ بہزاد کرتا ہے

بہار تازہ یارب کن اسیرونکو دکھائیگا
ہماری خون سے جو رنگین قفس صیاد کرتا ہی

خفا ہوتا ہی اے بت کیون ہمارے شور رونا سے
ہر اک وقت مصیبت مین خدا کو یاد کرتا ہی

[illegible]

اُسنے ہنس ہنس کے ہمین ٹال دیا اے غافل
ہمنے ہر چند کہا حال پریشان رو کے

تن پر جو گل اندامونکی بھی بدھی پڑتی ہے — کس ستمگار مین یہ پھولونکی چھڑی ہے
صحرائے محبت کی وہ منزل یہ کڑی ہے — دہشت سے یہان خضر کو بھی جی کی پڑی ہے
ہر پردہ مشبک ہے جو بادام کے مانند — کسکی صف مژگان سے تری آنکھ لڑی ہے
کیا کہیے جدائی کا شب وصل مین قصہ — یہ رات تو چھوٹی ہے کہانی وہ بڑی ہے
تصویر خیالی کو مگر عشق ہے ہمسے — جب دیکھیے تب سامنے آنکھونکے کھڑی ہے
کیا سنبل و ریحان کو خط زلف سے نسبت — وہ طرفہ ہے بوٹی تو عجائب یہ جڑی ہے
فریاد کی آتی ہے صدا سینہ سے ہر دم — میرا دل نالان ہے کہ انگریزی گھڑی ہے
تھا ذکر ابھی تیرا کہ اتنے مین تو آیا — ای قاصد معشوق تری عمر بڑی ہے
بو خون کی جو آتی ہے مجھے تیری گلی سے — کیا آج وہان تازہ کوئی لاش گری ہے
تنہا نہ ہمین بیٹھے ہین ای بت تری در پر — اک خلق خدا ہے کہ وہ مشتاق کھڑی ہے
مہمان دم چند ہون اب دیر نہ کر تو — آجلد کہ سینے مین مرے سانس اڑی ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابتدا ہی میں کھائی عشق نے کیا انتہا
جل نہ جائے سبزۂ تربت ہمارا کس طرح
تیشہ مارا سر پہ جب فرہاد نے نکلی صدا
آپ تو جا کر ملی ہے عرش پر واز میں روح
کون دریائے محبت سے اتر سکتا ہے پار
کیونکہ اس دل کی توقع ہو دل پژمردہ کو
شمع سے دیتا ہے نسبت تو جو روئے یار کو

دل کو لگتے ہی جو منہ پر مردنی سی چھا گئی
جو گھٹا آئی وہ انگاروں کا منہ برسا گئی
جان کا کچھ غم نہیں محنت یہ سب بیجا گئی
اور مجھے رگہائے تن کے دام میں الجھا گئی
کشتی فرہاد آخر کوہ سے ٹکرا گئی
وہ کلی گل کی کہیں کھلتی ہے جو کھلا گئی
کیا تری آنکھوں میں اے بیدرد چربی چھا گئی

عاشق کامل ہے غافل تجھ سا ہرجائی نہیں
پھر نہیں پھرتی جدھر اسکی طبیعت آگئی

گو لگی ہچکی ہے اور ہے آنکھ پتھرائی ہوئی
مر رہیں گے زہر ہی کھا کر شب فرقت میں ہم
گرم ہوتا ہے جو مجھ سے دمبدم وہ شعلہ رو
کوچۂ قاتل میں مجکو یار تو کرتے ہیں دفن

تم جو یاں آؤ تو پھر جائے قضا آئی ہوئی
آج دل میں ہے یہی تجویز ٹھہرائی ہوئی
یہ رقیبوں کی ہے شاید آگ بھڑکائی ہوئی
کھود کر پھینکو اندہ وہ لاش گڑوائی ہوئی

آنکھ نرگس کی چمن میں ہے جو شرمائی ہوئی
آپ ہو جاتا ہے تیرے رو برو دیوانہ کا دل
آرسی کیونکر ترے رخ کی تماشائی ہوئی

[illegible]

کم فرصتی عمر پہ روتی ہے جو شبنم | دیکھی نہیں کیا اسنے کہیں بود و شرر کی
آتش کا جلا ہوتا ہے آتش ہی مین اچھا | جز داغ دوا اور نہیں داغ جگر کی
دامن کا بھلا بوجھ کہان یار سے سنبھلا | اٹھتی نہیں اس سے تو نزاکت ہے کمر کی
مین ہون سیہ بخت کہ مرقد پہ بھی جسکے | بتی عوض شمع جلاتے ہین اگر کی
باشندوں سے کوچے کے ترے ہے یہی شکوہ | ہم روتے رہے تجکو کسی نے نہ خبر کی
وہ گرم رو وادی الفت ہون کہ جسنے | جھاڑی نہیں چہرے سے کبھی گرد سفر کی
گذرے ہے جو سرخی پہ تری لب کی تصور | حنظل مین بھی لذت مجھے ملتی ہے شکر کی

تھے چاہنے ہزار دن ہی حسرت دلمین تو غافل
پردہ جو اٹھا چہرہ نہ رہی تاب نظر کی

غازے سے فروزان رخ پرنور نہو جاے | ڈرتا ہون پری سے تو کہین حور نہو جاے
غلطانی گوہر سے کھلا بھید یہ ہمپر | آغوش سے مادر کے کوئی دور نہو جاے
اپنے تو مجھے قتل کا کچھ ڈر نہین لیکن | ظالم تو کہین خلق مین مشہور نہو جاے
جاے شد و آمد نہ رہی سینے مین دم کی | دل بھی غم و اندوہ سے معمور نہو جاے

عبث تو ہمسے وحشت اسقدر کرتا ہی مجنون | کہ ہم بھی تو ہین دیوانے کسی لیلی شمائل کے

فنا ہے ہستی وہمی کا ناحق غم ہے اے غافل
خوشی ہو آدمی مٹنے سے ایسے نقش باطل کے

چبھکے دل میں ہوں لگے ناوک مژگان کتنے	قتل کرتے ہو اُسے تم بھی ہو نادان کتنے
یاد میں اُس گل عارض کے اگر روئین ہم	دانۂ اشک سے پیدا ہوں گلستان کتنے
پشت پا توڑکے نکلا جو چبھا تلوون مین	تیز اس دشت کے ہین خار مغیلان کتنے
شور زندان مین ہے دیوانۂ زنجیر مین غل	اک مرے مرتے ہی گھر ہوگئے ویران کتنے
چشم تر کا مری کیون ساتھ نہین دیتا ہے	ابر کے پاس تو ہین دیدۂ گریان کتنے
شوق ہے جامہ دری کا جنھین غنچے کی طرح	رکھتے ہین پیرہن گریبان و گریبان کتنے
آہن تیغ کو گلوا کے مرے قاتل نے ق	آج حداد سے بنوائے ہین پیکان کتنے
آگے دو چار کو کرتا تھا وہ زخمی پر اب	ہدف تیر بلا ہوینگے انسان کتنے
مین بھٹکتا ہوا اُس دشت مین پھرتا ہون جدھر	چبھکے ہر جادہ مین پنہان بیابان کتنے
ایک بھی تجھسے نہ امید بر آئی میری	دل کے دل مین ہے حسرت و ارمان کتنے

اے اجل دید رخ یار تو کر لیتے ہم	کوئی دم کی جو ہمین اور بھی مہلت ملتی

رہبری جذبہ عشق نہ کی اے غافل
ورنہ مجکو کمر یار بدقت ملتی

جھمک اسکی رخ پر نور کی پلکین اگر ماریں	نظارے کر ہے دنکو بھی نکلین چرخ پر تارے
زمین کو بھی فلک سے ہمسری کا آج دعوی ہے	گرے ہین ہمیشہ کفش دلستان سے اسقدر تارے
اتفاب اس شعلہ رو نے گر نہین بالای بام اس کا	فلک پر آج کیون بیتاب ہین مثل شرر تارے
ہماری طرح یہ بھی کیا تری صورت کے عاشق ہین	جدھر تو کروٹین لیتا ہے پھرتے ہین ادھر تارے
چمک افشان کی اس نو جبین کے آگے کیا ہو	شب مہتاب مین کب نور آتے ہین نظر تارے
شب فرقت میں اے مہ کسکو تجھ بن نیند آتی ہے	گنا کرتے ہین بستر پر پڑے ہم رات بھر تارے
مسی آلودہ لب مین چھپ سکین کیونکر ترے دندان	چمکتے ہین شب تاریک ہی مین بیشتر تارے
ترے آگے فروغ حسن کیا ہو ورنہ بان کو	کہ بے رونق دکھائی دیتے ہین پیش قمر تارے

مرے داغ بدن چمکین نہ کیون پیری مین اے غافل
کہ اکثر جھلملانے لگتے ہین وقت سحر تارے

وعدۂ وصل مرے ساتھ نہیں ہے تو نہ ہو | لطف سو طرح کے پیار ہے ترے انکار میں ہے

دل شکستہ سے بھی غافل نہ گئی شورش عشق
وہی آواز مری چینی مودار میں ہے

جسکے نگاہ کی مرے دل پہ سنان لگی | پوچھا نہ یہ پھر آنسو کہ تیرے کمان لگی
آواز تیری دل پہ جو شل سنان لگی | اک پل بھی آنکھ شب کو نہ ای پاسبان لگی
داغ فراق گل میں جلے ہم قفس کے بیچ | تمکو نہ آگ خار و خس آشیان لگی
مانند خار ہے جو کڑا ہو کا دشمن | تجھکو بھی کیا چمن کی ہوا باغبان لگی
سیہ بخت نخوان قیس ہی لیلی کے کان میں | پھر پھر کے دیکھو وہ لیس کا روان لگی
اتنا بہار حسن پہ مغرور تو نہ ہو | ہر گل کے پیچھے رہتی ہے خزان لگی
مارا کسی نے گر گل بازی مان تجھے | باللہ چوٹ اسکی مرے دل پہ یان لگی
حال تباہ دیکھ مرا پوچھتے ہیں لوگ | سچ کہہ کہ تجھکو کسکی زبان ہے جوان لگی
کرتا ہا زلسکا میں اب شب فراق | تا دو سے ایکدم بھی میری بان لگی
زخمی ہے ہو تیری صف مژگان سیکڑوں | خنجر لگا کسی کے کسی کے سنان لگی

ضعیفی مین ہر اک واہی تواہی بکنے لگتا ہے	عجب کیا ہو اگر ہووے کلام پیر بے معنی

الف کی شکل ہے غافل نگاہ راستبینان مین
کمان کش کام سے ہرگز نہ سمجھو تیر بے معنی

اب پس قافلہ جز شور و فغان کیا کیجے
پاؤن اٹھتے نہین ای ہمسفران کیا کیجے

قصۂ گیسوے پرپیچ بیان کیا کیجے
ہر سر حرف الجھتی ہے زبان کیا کیجے

کوہ پر تیشۂ فرہاد سے آتی ہے صدا
دب گئے ہاتھ تہ سنگ گران کیا کیجے

یار دامن سے نہ جب آکے پونچھے آنسو
شمع کی طرح سے پھر اشک روان کیا کیجے

آخر کار توٹ جائینگے مانند حباب
ایکدم کے لیے تعمیر مکان کیا کیجے

ایک چادر کے سوا کام نہ کچھ آئیگا
خلق مین جمع یہ اسباب جہان کیا کیجے

ہمنے چاہا تھا کہ کچھ حال دل اس سے کہیے
نہ کھلا وصل کی شب قفل دہان کیا کیجے

کو بکو اسنے جوانی مین کیا ہے رسوا
عشق کو عالم پیری مین نہان کیا کیجے

جسکی صورت ہے نہ حور و پری کو نسبت
عقل حیران ہے کہ پھر اسپہ گمان کیا کیجے

دم گفتار چلا آتا ہے رونا غافل
ماجرائے غم گذشتہ کا بیان کیا کیجے

مے خوردہ جو وہ نرگس شہلا نظر آئے
تو صبح گلستاں کا تماشا نظر آئے

ہیں اس سے مزا برش شمشیر کا پوچھوں
بسمل جو ترا کوئی سسکتا نظر آئے

پیراہن آبی میں چمکتا ہے وہ تن یوں
جس طرح سے گوہر تہ دریا نظر آئے

دیکھا تجھے اک بار بھی جسنے وہ کہے ہے
یارب مجھے اب اٹھ نہ کسیکا نظر آئے

موقوف نہیں طور ہی پر جلوہ معشوق
ہم دیکھنے والے ہیں وہ جس جا نظر آئے

اٹھ جائے جو غفلت کا در چشم سے پردا
اس آئینہ دل ہی میں کیا کیا نظر آئے

طالب ہو نہیں اس جنس کا بازار جہاں میں
کوئی بھی خریدار نہ جسکا نظر آئے

ہم بے مطلب یار نچائیں کبھی غافل
ہمکو در فردوس بھی گرد نظر آئے

کیا ہی مینے یہ داغ دل مضطر کو نیبہ سے
نہ دیکھا ہوگا تجھسے آجتک اخگر کو نیبہ سے

نہیں لکھتی ہیں خط میں شورش دل ای کبوتر ہم
کہ ہے کچھ کچھ شباہت تیرے بال و پر کو نیبہ سے

وہ خون بیگناہاں سے یقیں ہے سرخ ہو جائے
جو پوچھیں بعد صیقل بھی ترے خنجر کو نیبہ سے

تن پر سوز کی گرمی سے آخر آگ لگ اٹھی
نہ بھرنا تھا ہماری بالش و بستر کو نیبہ سے

[illegible]

دور اپھندے سے کمال نقاب رخ فتان نکالے
کیا عجب ہے جو گگن ہوں سے بسیہ جو بڑھکے
ابر باراں جو مرا نامۂ عصیاں نکالے
گیسوے یار کا گر کرے اسیری میں خیال
طوق گردن کا مری افعی پیچاں نکالے
دھوپ دیکھے گل خورشید اگر غنچہ ترے
آفتابی تری اے سرو خراماں نکالے

[illegible]

لوٹتا جائے اگر دامن جاناں آسیر	سبزہ تربت کا مرے خار مغیلاں ہجائے

یار بن جام اگر ہاتھ میں لوں اے غافل
موج مے میرے لیے خنجر براں ہجائے

مرجان ہو لب یار ذرا کم نہیں اُس سے	گلبرگ بھی کہیے تو صفا کم نہیں اُس سے
کیوں دام بناتا تو میرے لیے صیاد	مجکو شکن موج ہوا کم نہیں اُس سے
بلبل ہی کے نالے سے مجھے رنج نہیں ہے	غنچے کے بھی کھلنے کی صدا کم نہیں اُس سے
کمخواب کی چیکن کی نہ تشبیہ دو اُس	تن پر مرے داغوں کی قبا کم نہیں اُس سے
یاقوتی لب وصل میں کیا چاہیے مجکو	بوسے میں ترے لب کے مزا کم نہیں اُس سے

فرہاد کا خون پنجۂ شیریں نے کیا تھا
تیرے بھی تو ہاتھوں کی حنا کم نہیں اُس سے

بستر گل ہے جو داماں پہلوی جاناں کے تلے	فرش کانٹوں کا ہے یاں بھی تن عریاں کے تلے
جائے آرام نہیں گنبد گرداں کے تلے	دم لیا ہے تو دم خنجر براں کے تلے
باغباں نے جو نہ دی رخصت پرواز چمن	رو کے ہم رہ گئے دیوار گلستاں کے تلے

قافلہ والوں سے کیونکر جا ملون مین ناتوان
گرد باے رہ ران ہو سد سکندر مجھے

ای فرشتو دفتر عصیان ابھی رکھو پرے
کھولنے دو پہلے اپنی خون کا دفتر مجھے

ہر در و دیوار سے شکل اسکی آتی ہے نظر
کم نہین ہے آئینہ خانے سے اپنا گھر مجھے

دل کے ٹکڑونکی پریشانی کا کچھ غم نہین
جمع اب کرتا ہے یہ گنج زر ابتر مجھے

میری تن پر اور ہے دو چار داغون کی جگہہ
اپنے بھی تو داغ دے ای لالۂ احمر مجھے

چاہیے اب ہجر کے صدمونکا مین خوگر رہون
دیکھنا ہے ایک دن ہنگامۂ محشر مجھے

بخل آجائے نہ قاتل کے مزاج ناز مین
جانتا ہے تشنۂ آب دم خنجر مجھے

چشم سے غافل ملنے کی گرا جاتا ہون مین
عشق نے دی ہے زبس غلطانی گوہر مجھے

نشان رہا نہ مٹے ہم حباب وار ایسے
جہان سے اٹھ گئے صد حیف ایکبار ایسے

ہمارا حال نہ کچھ پوچھو گرفتارو
کٹے قفس مین کئی موسم بہار ایسے

نہ انکو دل کبھی دیتے اگر سمجھتے ہم
کہ بیوفا ہین یہ خوبان روزگار ایسے

کہین سے بھی نہ رہا قابل رفو افسوس
اڑے ہین میری گریبان کے تار تار ایسے

دور سے جھلکی سی مثل ماہ نو دکھلا گئے | بس دیدار کو تم اور بھی ترسا گئے
دل سے دلکو راہ ہوتی ہے یہ سچ کہتے ہیں لوگ | جس میں جو بات اُنکو ٹھانی یاں سے ہم وہ پا گئے
سرخی عارض کو تیری گلستاں میں دیکھکر | رنگ گل ایسا اڑا جو سرخ بادل چھا گئے
زیر خنجر جب ترے مذبوح نے نالہ کیا | کانپ کانپ اٹھیں زمینیں آسمان تھرا گئے
گلشن ہستی تماشا گاہ سے کچھ کم نہ تھا | ہم بھی یاں ملک عدم سے آکے جی بہلا گئے
ناقۂ لیلی کی جس دم نجد میں آمد سنی | بہر استقبال پہلے آہوے صحرا گئے

قصۂ گیسو کو اتنا طول اے غافل نہ دے
مختصر کر تو کہ سننے والے بھی اکتا گئے

وہ رمز کون سی تھی نہ جو سربسر کھلی | پر اس دہن کی بات نہ ہر ایک پر کھلی
کانوں میں ڈالی تو نے جو زینت کے واسطے | عارض پہ تیری خوب وہ سلک گہر کھلی
کہتا ہے کوئی مہر اسے کوئی شمع طور | ہم پر نہ کچھ حقیقت داغ جگر کھلی
دیکھا نہ دل جلوں کا کوئی ہمنے سردہ | چاروں طرف ہے دیر سے راہ شرر کھلی
غنچہ تمام عمر چھپائے رہا اسے | اے گل نہ رکھ چمن میں تو یوں مشت زر کھلی

دیوانگان حسن کی شورش سے شہر میں
مانند آئینہ ہے مری چشم تر کھلی
سوتا ہی چھوڑ جائے مجھے اہل کارواں

خجل ہو کر ہماری آہ یوں نالے سے کہتی ہے | نہ کچھ تاثیر تو نے کی نہ کچھ تاثیر میں نے کی

کبھی اوقات عشرت ہی میں اے غافل مری اتنک
جہاں میں شاد کس دن خاطر دلگیر میں نے کی

شہید ناز کسی کو جو لالہ رو کرتے | ملک بھی سر کے کٹانے کی آرزو کرتے
جدا نہ دامن قاتل سے اپنا ہاتھ ہوا | یہ داغ خون تو نہ تھا جسکی شست و شو کرتے
ہمیں تو کعبے سے کچھ کم نہ تھا ترا کوچہ | بجا تھا اسمیں اگر سجدہ چار سو کرتے
مزا تو زخم سلانے کا ہمکو تب ملتا | جب اپنے ہاتھ سے وہ چاک ان رفو کرتے
زبان اگرچہ دم نزع بند تھی اپنی | جو آتے وہ تو اشاروں میں گفتگو کرتے
پس فنا بھی نہ یکجا ہمیں تو چین آیا | فرشتے خاک میں پھرتے ہیں جستجو کرتے
چمن میں دھوم مچاتا نہ اسقدر میں تو | بہار آتے ہی گر کم مرا لہو کرتے
خموشی رخصت فغاں اگر ہمیں دیتی | کسی کے ہاتھ سے فریاد کو بکو کرتے
درست جب تری تصویر ہوتی تب نقاش | دہن کو نقطہ بناتے کمر کو مو کرتے
مثال شانہ اگر اپنی سو زباں ہوتیں | بیان فسانہ گیسو ہی مو بمو کرتے

دیتی ہے دھوکا مسافر کو سحر کی چاندنی

ہمیشہ تنگ ہی آنکھیں کیا نظارہ بازو کی ۔ اگر پردے سے باہر بھی پری رو کی جبین نکلی

پھری غنچے کی دلمیں گرہ بلبل کی جاے ۔ ہنسا یا بھی صبا نے پر پیشانی سے چین نکلی

ہمیشہ نالہ و زاری کی جو آواز آتی ہے ۔ تیرے کشتہ کی تن سے روح کیا اب تک نہین نکلی

کیا تھا ذکر کسنے باغ میں اس قد نازک کا ۔ زمین سے سرنگون جو شاخ نخل یاسمین نکلی

فلک نے دیا تو ہے تکلیف نالی کی ہمین لیکن ۔ جلا دیگی اُسے جب لب سے آہ آتشین نکلی

مقرر کیونکر ہو سہرا ایک تیری فکر عالی کا ۔ بنا یا آسمان تو نے ہر غافل جو زمین نکلی

نہ میں اسکا کوئی شی گر بنے اور ٹوٹ جاے ۔ پر غضب ہے اشک یون گوہر بنے اور ٹوٹ جاے

قدر پر اسکے صانع عالم سے گر نا پھرا ۔ لاکھ بار ہی گنبد خضر بنے اور ٹوٹ جاے

نہ اسکا خلق ہو یا قفس ہی ہتا جو ب ہے ۔ یا الٰہی دستہ خنجر بنے اور ٹوٹ جاے

بلکہ ہر شب لے دل کا آمہ تیرے شفو ۔ سختی ایام سے پتھر بنے اور ٹوٹ جاے

تا لب ہم دوش سے تیرے ہو دل لب ۔ خاک سے اغیار کی ساغر بنے اور ٹوٹ جاے

جیسے یون قطرہ عرق کا گیسوے شبرنگ سے ۔ گرتے گرتے رد کش اختر بنے اور ٹوٹ جاے

خاک پوچھیں میں دوا دل کی تو آتا انھیں کچھ	چشم بیمار کا اپنی ہی وہ چارا کرتے
مذہب اہل تصوف بھی عجب ہے جسمین	دشمن و دوست کی یکسان ہین مدارا کرتے

تیغ ابرو ہی پہ کھینچا کیے وہ اے غافل
امتحان آ کے کسی دن تو ہمارا کرتے

نے کام قبا سے ہے نہ مطلب کفنی سے	مجنون ہون مجھے شوق ہے عریان تنی سے
مارا کوئی باتون سے کوئی کم سخنی سے	قاتل کو مرے کام نہین تیغ زنی سے
ناچار ہو پھر تیشہ کیا میرے حوالے	فرہاد کا جب ہاتھ تھکا کوہ کنی سے
حیرت نے مجھے ثانی معشوق بنایا	خاموشی مری کم نہین کچھ بے دہنی سے
کس قامت موزون کا ہون کشتہ جو مری خاک	اڑ اڑ کے لپٹ جاتی ہے سرو چمنی سے
نیلم ہے اگر تل تو حدید اسکی مسی ہے	یاقوت سی لب دانت ہین ہیرے کی کنی سے
بلبل کی نہ لگ جائے نظر تجکو چمن مین	اندیشہ یہی ہے تری گل پیرہنی سے
اچھا نہین احسان کمینے کا اٹھانا	دولت بھی ہمین دے تو نہ لین سخی غنی سے
قمری کی یہ طاقت ہے کہ ہو ہمسے مقابل	دم بند ہے بلبل کا مری نوحہ زنی سے

دلکے داغونکی طرح زخم بھی پنہان کرتے
وہ نہ تھے ہم کہ جو قاتل کو پشیمان کرتے

ہمنے یہ درد محبت مین مزا پایا تھا
مرتے مرجاتے دوے اسکا نہ درمان کرتے

قوت دست جنون سے جو خبر ہوتی ہمین
تا رآہن سے رفو چاک گریبان کرتے

وہ چمن ہوتا نیستان جہان ہین زمزمہ سنج
طوف مرقد کا مرے مرغ خوش الحان کرتے

فعل بد ایسے نکر تو کہ خدا کو نادان
دیر لگتی نہین انسان سے حیوان کرتے

اپنے ہر عضو کی ہوتے اڑی تھے پرزے
جمع کس طرح یہ اوراق پریشان کرتے

مانع سیر عدم تار نفس ہین اپنے
کٹتی زنجیر تو ہم قصد بیابان کرتے

اپنی وحشت مین کبھی پانون مین پڑتے لگے
کسطرح ہمسے خلش خار مغیلان کرتے

لوٹتے خاک شہیدان پہ غلامان چمن
سیر جہان جہاڑتے وان سیر گلستان کرتے

نفس ہی باقی تھم مرتے ہین سینہ ہش
اب بھی آجاتے وہ الدم کو تو احسان کرتے

قافلے والے ٹھہرتے جو ذرا اے غافل
بیٹھکر گریہ سر گور غریبان کرتے

رات کو داغ جو لقا سے باغ دلبر ہو جائے
کثرت نور سے خورشید ہر اختر ہو جائے

موسےٰ بنا ہون لن ترانی سے بھی جھمکی دیکھکر جسکی
کمان آئین تاب ہو دلِ صد چاک کی اپنے
بڑھایا ربط اتنا کس لیے تو نے نزاکت سے

قیامت ہو جو غمزے سے نکالو وہ جبین پیاری
کہ ہو شانے کے قبضے مین وہ زلفِ عنبرین پیاری
اٹھاتی جھڑکیان اور گالیان تیری جبین پیاری

صفائے حسن پر اسکے اگر عاشق نتھا غافل
چمن سے لیگیا مین چن کے پھر کیون یاسمین پیاری

محفلِ عشرت بھی خوش آتی نہین اب تو مجھے
آگئی سینے ہی دلِ نا امیدی کی شکست
ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین آ آ کر جلاتا ہے بلا
قبر کیا دیوانہ و لاغر بدن کو چاہیے
یار بن آیا جو انکی سیر کو جب مین گیا
پھر نہ آئے جب سے قبر تیرہ مین چلکر گئے
زندگی سے رنج مین تھا یہ بڑا احسان ہوا
آہ جب ضعفِ بدن سے لب تک آ سکتی نہ تھی

یاد دلواتے ہین تیری ساغر و مینا مجھے
مانگتا عقبیٰ بھی مین ملتی اگر دنیا مجھے
یاد آتا ہے جو وصلِ موسمِ سرما مجھے
گاڑ دو کوئی میان جادۂ صحرا مجھے
تیر و خنجر سے لگے خار و خسِ دریا مجھے
چھوڑتے تھے ایک ساعت بھی نہ جو تنہا مجھے
گر نہ روزِ حشر کو خالق کرے پیدا مجھے
دلدہی کرتا تھا یہ زنجیر کا نالا مجھے

رفتار اگر سیکھے شمشاد ہماری
دل شوقِ شہادت مین تڑپتا ہے خدایا
کس روز تری تیغ کا ہو یاد ہماری
کس سے کہین احوال دل اپنا غافل
سنتا ہی نہین وہ ستم ایجاد ہماری

[illegible]

دشمنی کرتے ہیں ایسے جو کہ اپنا دوست ہو
ہمنے دیکھی یہ عجب رسم دیار دوستی

ہاں کتنا داغ سینے کا نہ ہووے رشک گرم
رہ گیا ہے اک یہی تو یادگار دوستی

کوہکن ہی تھا جو غافل جا کے لایا جوے شیر
ہر کوئی کا ہیکو ہے شایان کار دوستی

سوز فراق بسکہ ہماری بدن میں ہے
ہے تار شمع تار جو یاں انجمن میں ہے

لب پر سسی نہ پان کی مسی دہن میں ہے
عالم ہزار رنگ کا اک سادہ پن میں ہے

طاقت نہیں کہ بات کریں آگے یار کے
کہنے ہی کو زبان ہماری دہن میں ہے

بلبل ذرا تو رکھ تو سہی سر کو زیر بال
ہے وہ قفس میں بھی جو تماشا چمن میں ہے

جسپر نظر پڑی وہ ہی دیوانہ ہو گیا
کیا سحر تیرے نرگس جادو فگن میں ہے

اپنا لہو بہایا ہے اب جوے شیر میں
اے تیشہ آرزو یہ دل کوہکن میں ہے

آرایش اسکی زلف کی جب سے ہوئی ایا
ہے پیچ پیچ میں تو شکن بھی شکن میں ہے

کس شمع رو کے چہرے سے پردا اٹھا ہے آج
پروانہ بیقرار بہت انجمن میں ہے

موے کمر سے تیری اسے کیا مناسبت
ایسی لچک کہاں رگ برگ سمن میں ہے

[illegible]

بن نہیں زلف کا بن ہاتھ سے رکھا بھی شانہ نہ
جی الجھتا ہی مرا بالوں کے سلجھانے سے

دست پا تیغ قناعت سے جو کاٹو تو ہے خوب
دربدر پھرنے سے اور ہاتھ کے پھیلانے سے

سرگذشت شب ہجران ہی کہانی یہ نہیں
نیند آویگی نہ تمکو مرے افسانے سے

لطف شمع رہان ہون کہ نہون اہل غافل
مین ہون پروانہ مجھے کام ہی جل جانے سے

بیابان محبت سے گذرنا سخت مشکل ہے
وہ مہلکہ ہی یہ رستہ کہ جسکی پہلی منزل ہے

اسے کہتی ہین جذب عشق مجنون کی طرف لیلی
چلی آتی ہی پاؤن پاؤن ناقہ ہی نہ محمل ہے

بجائے بادہ اسکے تو لہو آتا ہی ساغر مین
ہمارا شیشۂ دل ہی کہ حلق مرغ بسمل ہے

گلا کاٹو تو مجھسے کوئی کس سے خونبہا مانگے
وہ مقتول تیرا ہی نہ مجھ تو اسکا قاتل ہے

سمندر دستہا سے موج پھیلائے جو رہتا ہی
یہ کس چشم گہر افشاں کی دریوزے کا سائل ہی

جلائے ایک چنگاری نے جسکے طور کے پتھر
ہمارا آتشۂ خاک و بادہ مین وہ آگ شامل ہی

وہ رشک حور سب مین جلوہ گر ہی گو نہ دیکھین ہم
تصور اسکا نہین اپنا حجاب چشم حائل ہے

کوئی اف بھی نہین کرتا ہی پروانے کے جلنے پر
سبھی بیدرد ہین لوگ ہین کیسی محفل ہی

کب نکلی نہ تھی تیغ تری میان سے باہر | کب ہمکو تمنائے شہادت نہوئی تھی
پیغام زبانی تو نہیں بھیجے گا ہے | گو آپکو خط لکھنے کی فرصت نہوئی تھی
ہمدان ہے لبریز ہر چند نوح کا تیرے | کیا اسکو تہہ تیغ اذیت نہوئی تھی
جب تک کہ ہوئی طبع کسی شوخ پہ مائل | اک دم بھی میسر تجھے راحت نہوئی تھی
تھا دشمن جان کون کوئی دیر بد [illegible] | کس کس کو مری ساتھ عداوت نہوئی تھی
وحشت کا مری ولولہ کہتے ہیں یہ آہو | مجنون کو بھی اسطرح کی وحشت نہوئی تھی

اب کیا ہی جو غافل ہی کا ہی ذکر ہر اک جا
آگے تو کبھی اسکی یہ شہرت نہوئی تھی

باز آؤ کہیں اب بھی ستانے سے کسی کے | حاصل تمہیں کیا ہوگا دکھانے سے کسی کے
[illegible] | ایسا نہو جی اٹھوں میں آنے سے کسی کے
[illegible] | وحشت میں ہو عیب لگانے سے کسی کے
[illegible] تو شوخ | ہرگز یہ نہ جائینگے جگانے سے کسی کے
مٹ جائینگے جیون نقش قدم [illegible] | ہرگز نہ اٹھینگے اٹھانے سے کسی کے

مقابلہ جو ہو عاشق کا وہ محروم رہتا ہے | نہین چھٹتی ہے دریا سے کبھی آغوش ساحل کی

یہ قربت مصحفی کی تو غنیمت جان اے غافل
کہ قسمت ہی سے ہاتھ آتی ہے صحبت ایسے کامل کی

شہادت کی بھی من حسرت نہ نکلی کچھ مرے دل کی | کہ بستر تک نہ آتے مر گئی شمشیر قاتل کی

الٰہی خون ہمارا دیکھکر اُسکو بھی غش آئے | تماشا ہے جو حالت ایک ہو مقتول و قاتل کی

لگایا سر پہ تیشہ کوہکن نے ہو کے دق آخر | نکالی خوب ہی اُسنے دوا بیماری سل کی

اُٹھایا اُسنے دشت نجد سے بھی بستر اپنا | گئی جب گوش مجنون مین صدا میرے سلاسل کی

کسی صورت تو وہ نظارہ کرے روے قاتل کا | تڑپنے مین پھڑک جائے جو پتی چشم بسمل کی

کیا تھا ذبح کیا تیغ ادا و ناز سے اُسکو | تڑپ جاتا ہے جوہر اک تڑپ پر بستر بسمل کی

دل آگاہ سا قاصد نہین کوئی بھی اے غافل
کہ لا دیتا ہے اک دم مین خبر یہ لاکھ منزل کی

کام یان جسکو پڑا ہے چشم زلف یار سے | کم نہین ہے زور اُسکا کچھ شب بیمار سے

کیون نہ مژگان تیز تر ہو ابروے خمدار سے | نیمچے مین کاٹ ہوتا ہے فزون تلوار سے

117

کیونکر نہ ہر شرارہ آتش فشان کرے | دوزخ عذاب مین ہی ہمارا عذاب سے
چہرے پہ اُسکے اسکہ ہجوم نگہ ہوا | جائے کے خانے ل گئے آخر نقاب سے
ہمسے چھپے تو غیر کے ہوتے ہو روبرو | بے پردگی ہی خوب ہی ایسے حجاب سے
مجکو سب وصال یہ ڈر ہو کہ آسمان | پیدا کرے کہین نہ سحر ماہتاب سے
دریائے خون ہی کہ جہ قاتل ہین موج زن | سر در اُٹھے بتے ہین موج و حباب سے
کھائی ہی جب کوہ کی ٹکر نہ بحر عشق | کشتی ہماری چلتی ہی بجگہ حباب سے
میت کا میری تذکرہ لکھا ہین بھی لکھا | مارا ہے مجکو یار نے تیغ حجاب سے
کس ستاد کے عشق نے کھائے ہین سینے کل | ہو دو نون ہاتھ میں گئے سیخ کباب سے
آنکھ سے دیکھتے ہی دم نکل گیا | لکھی تھی کیا قضا مری موج سراب سے
ہم رہ درخت خشک ہین مرے عشق مین | جل جائین اوریا فی نہ انگین سحاب سے
تادہ بھی جا نہ حالت دل تشنگان عشق | نامہ لکھین مجے یار کو خون کباب سے
تو کسطرح حساب کریگا بروز حشر | باہر گناہ ہین مرے حد حساب سے
ابر کرم تب آکے خبر تو نے لی تو کیا | جب جل کے خاک ہو گئے برق عتاب سے

نالہ آغاز محبت میں نہ پہونچا لب تک	تو مسافر کو بہت رنج سفر ہوتا ہے
یاد آتی ہے مجھے آبلہ دل کی شکست	ٹوٹے شیشہ تو مرا ٹکڑے جگر ہوتا ہے

کون سی شب ہے وہ بیچارہ شب وصل اے غافل
شام سے جسکا کہ آغاز سحر ہوتا ہے

خط کا مضمون مرے طفل سمجھتا کب ہے	معنی لفظ میں پوشیدہ مرا مطلب ہے
بیم دامید سے یہ حال ہمارا اب ہے	اشک آنکھوں میں بھری خندہ بزیر لب ہے
ماہ ہے آج فلک پر نہ کوئی کوکب ہے	ظلمت گور ہے یا کہ سواد شب ہے
کاٹے کھاتی ہے نہالی بھی ہمیں یار بغیر	دھاریاں اس میں جو ہیں وہ عقرب ہے
گبر ہیں گبر مسلمان میں مسلمان ہوں میں	مرد وارستہ ہوں نہ دانہ مرا مشرب ہے
وہ بھی اک شعبدہ بازی فلک بھی تھی	اب کہاں قیس کہاں لیلی کہاں مکتب ہے
صنعت حق ہو جسکے تن خاکی میں	قالب خاک نہیں نقش کا اک قالب ہے
ٹکڑوں ایک ہی سرپٹ میں تیری صحرا جو میں	وحشت آہوے رم خوردہ مرا مرکب ہے
باب جنت ہے دہن اور گل [illegible] ہے رخ	سبزۂ باغ جنان خط پشت لب ہے

[illegible]

میرے گریہ سے لفافہ ہی نہیں کچھ تر ہوا
مٹ گئی ہر جا بجاے نامہ کی تحریر بھی

کون سا پردہ رہا ہی میری رسوائی پہ آہ
ہو چکا گلیوں میں میرے لیے تشہیر بھی

سانحہ فرہاد کے مرنے کا ایسا ہو گیا
جسکے ماتم میں ہو گریان جوان و پیر بھی

غرق بحر شرم ہی تیشہ جو اپنی آب سے
پانی پانی تو خجالت سے ہی جوے شیر بھی

دیکھیں بندھتی ہی چمن میں کسکے نالون کی ہوا
نالہ کش بلبل بھی ہے اور غافل دلگیر بھی

پابند گیسوے سیہ یار ہم ہوے
دانستہ کس بلا میں گرفتار ہم ہوے

ہر طرح اسکی گرمی بازار ہوے
یوسف جو وہ ہوا تو خریدار ہم ہوے

بیگانہ وار اس چمنستان میں کی بسر
ہرگز نہ آشناے گل و خار ہم ہوے

آتی ہی اس گلی میں ہوا درد دل فزون
دار الشفا میں اور بھی بیمار ہم ہوے

چھوٹے تمام عمر نہ زنجیر زلف سے
دام بلا میں ایسے گرفتار ہم ہوے

اپنی نہ ایک نالہ رنگین ادا ہوا
شرمندہ تجھسے بلبل گلزار ہم ہوے

موسیٰ کی طرح ہمسے نہ کر لن ترانیان
دیکھینگے جو طالب دیدار ہم ہوے

چشم گریان جو بنا ساغر مے اے ساقی
دور محفل مین ہا کسکے لب خندان سے

جانگہ غیر وہ بت مجھسے ہوا ہم صحبت
جب گئی شکل بدل میری غم نہان سے

جن فقیرونکی توکل مین بسر ہوتی ہے
انکو کچھ کام نہین گنج زر سلطان سے

ہی بت خام ابھی سلسلۂ عشق مین وہ
کہدو مجنونکو رکھین ور مری زندان سے

قابل دید ہے یہ گریۂ مستانہ مرا
خاک پر لوٹتے ہین اشک ز غلطان سے

یاد آتا ہے کسی زلف مین شانہ کرنا
کھیلتا ہے جو کوئی ابھی بے دندان سے

دل گرفتہ تری جنت مین بھی بیٹھے ہین ملول
حور سے ہنستے ہین نی لوٹتے ہین غلمان سے

ابر مژگان نے لگادی ہے جھڑی یار نہیں
کم نہین ور سیہ اپنا شب باران سے

لذتین لیسکہ اٹھائین ہین غم دوری مین
وصل کے دنکو بدلتا ہون شب ہجران سے

کب تماشائے چمن ہمکو خوش آئے غافل
غنچے گلزار مین لگتے ہین جسے پیکان سے

شب جو گیسوی سیہ سر کی رخ جانان سے
چھائیان ہٹ گئین خسارۂ تابان سے

کیا فرشتہ ہے کہ یہ باز رہے عصیان سے
بشریت ہے جو ہوتی ہے خطا انسان سے

دیدہ تر سے جو اسکے متصل جاری ہین اشک / گو گیا ہی کچھ تو سرگوشی مین شیشہ جام سے

اب کہان وہ ماہر جو پیجیے ملکر شراب / توڑیے یا دہم آغوشی مین شیشہ جام سے

بزم مین نکلے گلے سے پھر نہ قلقل کی صدا / لے اگر تعلیم خاموشی مین شیشہ جام سے

ہاتھ تک اسکی رسائی اور میری آنکھ تک / رہگیا عاجز فزون کوشی مین شیشہ جام سے

ناگہان دلبر ہمارے آگئی غافل شکست
رات ٹکرایا جو مدہوشی مین شیشہ جام سے

آئے ہین تنگ ہم ستم روزگار سے / جائین کہان نکل کے فلک کے حصار سے

چلتے ہین راستے مین جو بچکر غبار سے / واقف نہین ہین اپنے وہ انجام کار سے

لیتے ہی داد تجکو ترے تصر یار سے / اے موج گریہ سر نہ ٹپک کوہسار سے

چشم سیہ کی بیتے ہین اکثر کمین مین ہم / پائین کہین دغا نہ ہرن کے شکار سے

گل دیکھتے ہی داغ جنون مشتعل ہوا / حق مین مرے خزان ہی بھلی تھی بہار سے

جو میرے پا کا آبلہ ٹوٹا دہن بنا / کرنے کو شکوہ دست تعدی خار سے

منہ پر غبار خط ہی نہ دلبر ہے گرد کین / ہی صاف اسکا ظاہر و باطن غبار سے

اے برق تیرا کھینچے کس منھ سے سامنا
جاتی رہی تڑپ دل بیقرار سے

ہم دل جلوں کی خاک اڑا تو نہ اے صبا
ہوگا جہان سیاہ ہماری غبار سے

ہے رنگ زرد اپنا بہ از کشت زعفران
کچھ کم نہین خزان بھی ہماری بہار سے

تکلیف نالہ مجکو نہ دیو ورنہ عندلیب
جل جائیگی تری نفس شعلہ بار سے

الفت چمن کی اس سے یہی ہے تو چلتے وقت
گل خار بنکے الجھین گے دامان خار سے

بعد فنا بھی آرزوے وصل یار مین
باہر رہین گے ہاتھ ہماری مزار سے

ماہ تمام گھٹ کے بنا صورت ہلال
تشبیہ دی جو ہمنے اسی روے یار سے

صحرا بن کوئی خاک اڑاتا ہے نجد کی
ٹکرا رہا ہے سر کوئی کوہسار سے

غافل بہار آئی ہے ہے موسم جنون
بیٹھا ہے کیا تو اٹھ تو سہی کوے یار سے

ٹپکنے پر ہین قطرات عرق زلف معنبر سے
خداوندا یہ ابر تر ہماری خاک پر برسے

سزا کچھ تو ملا قاتل مجھے گردن کٹانے مین
جو بچھ حلق بریدہ کو گرا ہو نہین خنجر سے

نہین دیتا ہے پہنچنے نامہ بخت نارسا وان تک
گلہ قاصد سے ہے ہمکو نہ کچھ شکوہ کبوتر سے

مرا ہی دل ابروئے شمشیر کے بوسے سے نہیں پھرتا
وگرنہ جا ادن مین طبع پھر جاتی ہی شکر سے

بنایا عالمون نے ہیکو دعوا یہ فضیلت کا
زمین پر منہ دیکھا تھا جس دستار کو سر سے

غرض لاحق نہیں ہوتی کبھی اسفل کو اعلی کی
کہیں خورشید بھی کرتا ہی کسب نور اختر سے

بنا ڈیہر عمارت کی عبث مرتے ہین منعم
کہ خشت گور تک باقی نہیں معمور و قیصر سے

دل پرداغ کا سینہ مین جلنا یاد آتا ہی
نکلتے دیکھتا ہون مین جو دود عود مجمر سے

فقیر بے طمع جمکر جہان بیٹھا وہان بیٹھا
برنگ نقش و بیابہ نہیں اٹھتا ہی بستر سے

اسی سے خون بہا مانگین گے ہم روز قیامت کو
ہمارا جسنے خون دھویا ہی تیری دست خنجر سے

ہر ہر زبان مین جو ہوئے کچھ امید رکھتے ہین
لب خشک صدف کسدن ہوئے تر آب گوہر سے

نہیں ہو یار رسوائی کی خواہش عالم مین ہمکو
حساب اپنا کرین اے کاش پہلے روز محشر سے

نہیں کیا شان بھی نشان کا سر پہ سایہ ہی
فلک کہتی ہین جسکو وہ بنا ہی گرد لشکر سے

مدد سے اختر طالع کی ہم آخر لال آسا
سلامت اپنی کشتی لیگئے اس بحر اخضر سے

غضب یہ ہی جو مضمون وصل کا لکھون اسی خط مین
لپٹ جاتا ہی لاسے کیطرح بال کبوتر سے

نہیں پیروی کے ہم طریق عشق مین غافل
ہمیشہ رہتے ہین اک دو قدم آگے ہی رہبر سے

کیا سناؤں کو مرے اے بت سنگ آتا ہے | جب تو آتا ہی میان بر سر جنگ آتا ہے
چشم بیمار تری سرخ جو خونخواری ہے | بادہ نوشی سے کب آنکھوں میں رنگ آتا ہی
کیونکہ ہر نالہ مرا باب اثر تک پہونچے | ایک ہی آدھ نشانے پہ خدنگ آتا ہی
اسقدر کوئی بھی دلکشا ہو کدورت دل میں | صاف کرتے ہیں جو آئینے پہ زنگ آتا ہی
کتنا بیباک ہے یہ غمزۂ سفاک ترا | کھینچکر تیغ میان صف جنگ آتا ہی
جب بلاؤ ہو مجھے تب میں یہاں آیا ہون | اب نہ اوڑنگا اگر آپکو ننگ آتا ہے
ضبط کرتا ہون تو لگتی ہے پر بال میں آگ | نالہ کرتا ہون تو صیاد پہ تنگ آتا ہی
عزم کیا ناقہ نشین کا طرف مجنون ہے | ناد کرتا ہوا جو نالۂ زنگ آتا ہے
کسکا دیوانہ ہے یہ اردو صحرا لیلی | پاسبانی کو ہر اک شیر پلنگ آتا ہی
جان لینے کی تو ہیں یاد ہزارون گھاتین | دلفریبی کا بھی تجھکو کوئی ڈھنگ آتا ہی

مبتذل اسکے سخن شعرا ہوا ہے غافل
کوئی شاعر مجھے کہتا ہے تو ننگ آتا ہے

ہم فقیرون کا بدن آلودگی سے پاک ہے | بوریا ہی اپنا ہمکو کیسۂ دلاک ہے

خاتمۃ الطبع

[illegible]

داغ بر دل ہے اگر لالہ غم فرما دین
آئے لیلی بھی اگر اسمین تو مجنون نکلے جاے
یارب ہمکو نظر آتا ہے ویرانہ چمن

ماتم مجنون مین ہر جادہ کا سینہ چاک ہے
بسکہ صحرا تیرے دیوانون کا وحشتناک ہے
ڈھیر صحرا ہونکا نہین ہے یہ خس و خاشاک ہے

شہسوارون سے بھی اسکی باگ رک سکتی نہین
یہ سمند عمر غافل اسقدر چالاک ہے

مدعی کی عیب گیری سے ہمین کیا باک ہے
سرکشی مانند شعلہ اسقدر اچھی نہین
شرم آتی ہے جو اسے یار کو ہنگام غسل
جانب صید حرم بھی جو نظر کرتی نہین
جان بلبل مین کیسو گرو زیست قفس مین ہم
کسطرح سے پہونچے مجنون ناقہ لیلی کے ساتھ
ساقی مخمور سے کہتے ہین یون مستی مین ہم
اور تو آثار بلبل اب گلستان مین نہین

پاک طینت ہین محبت بھی ہماری پاک ہے
خاکساری کر کہ آخر ایکدن تو خاک ہے
کیا حباب بحر میرا دیدۂ نمناک ہے
منتظر کسکی یہ چشم حلقۂ فتراک ہے
گر وہ کھینچے تیغ تو عالم مین جھگڑا پاک ہے
جسقدر رشیت ہو اتنا ہی وہ چالاک ہے
تاک سے جیسے ہم پیچیدہ چوب تاک ہے
یادگار آشیان مشت خس و خاشاک ہے

[illegible]

نازک خیالی تھی اگرچہ وہ اس فن مین کامل تھے لیکن اکثر اشخاص انکی کلام سے بیخبر و غافل تھے انکی خلف الصدق میان جمھو خان اس پریس مین ملازم با وقار ہین اپنی صناعی مین یکتائے روزگار ہین انھون نے ایک دن حال انکی حسب و نسب اور عالی خاندانی کا مالک مطبع سے بیان کیا اپنے والد ماجد کی زبان دانی کا نشان دیا مالک مطبع کو سنتے ہی کمال تاسف ہوا بہ سبب گم ہو جانے دیوان کے بجہت عذر جمھو خان کے گھر سے مالک مطبع نے تلاش کرنے کا حکم دیا کارپردازان مطبع نے بدقت تمام جا بجا جستجو کر کے کلام داقع آلام مجتمع کیا المختصر یہہ دیوان سحر بیان فصاحت بنیان بلاغت توامان اس سے پہلے چند بار مطبع منشی نول کشور موسوم بہ اودھ اخبار واقع لکھنؤ مین بصد حسن و خوبی طبع ہوا اور اب مطبع منشی نول کشور واقع شہر کانپور مین بسرپرستی عالیجناب معلی القاب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بہزاران خوش اسلوبی بماہ دسمبر ١٨٩٦ء بار اول جامۂ طبع سے محلے اور زیور انطباع سے آراستہ و پیراستہ ہوا

والحمد للہ علے ذلک

١٢٧ قطعۂ تاریخ طبع سابق تصنیف شاعر با جوش و خروش حکیم مولوی نواب نیاز احمد خان صاحب

متخلص بہ ہوش بریلوی شاگرد رشید امیر لکھنوی

لکھنؤ مین ہے مطبع زیبا
منشی باوقار و دانا کا
ہے سخاوت مین مثل حاتم کے
جو کسی نے طلب کیا پایا
تھا ازل سے ملا جو انکو نول
نام آخر نول کشور ہوا
وصف مطبع کا کیا بیان کیجے
ہے وہ مطبوع طبع شاہ و گدا
زر د کا ہی نظر پڑی جسکو
گل صد برگ کا ہوا دھوکا
کاتبون نے بیان کے بے تشویش
منشی چرخ پر ہے خط کھینچا
ہوش اس مطبع گرامی مین
انکا دیوان جبکہ طبع ہوا

روبرو انکی عقل و دانش کے
عقل کل کا ہی تذکرہ بیجا
جوش دریائی فیض سے انکے
قطرے پر بھی ہے حکم دریا کا
کس کا ہے ہو انکی مدح و ثنا
ناطقہ بند ہی یہان سب کا
دل اہل نظر ہے ہر اک سنگ
سمجھیں وہ جنکا دل ہی پتھر کا
ورق صاف کی تجلی سے
ورق آفتاب شرمایا
جو کہ مطبوعہ یان کا نسخہ ہے
نسخہ کیمیا سے ہے وہ سوا
دیکھکر اسکو یون اٹھا ہاتف
چھپ گیا ہی کلام غافل کا
١٢٨٩

قطعہ تاریخ طبع سابق طبعزاد شاعر کامل رشک سحبان وائل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

زہے عاقل کہ شد طبع دیوان دلکش ... جہان بہر خریدارش گشت مائل
پئے سال تاریخ عاقل کا لکھ ... رقم شد دیوان عجیب عاقل

۱۲۹۶ھ

قطعات تاریخات طبع جدید دیوان ہذا

از طبع وقاد سخنور کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع موصوف مصنف

ہست این دیوان عاقل دلنشین و بے نظیر ... آنکہ در ہر مصرعہ اش دلکش مضامین آمدہ
بہر تاریخ مسیحی عاقل از روئے طرب ... گو عجب دیوان عاقل دلربا و رنگین آمدہ

۱۸۹۷ء

۱۲۹

ایضاً

زہے عاقل کہ نیک حالا ... مکرر طبع شد دیوان عاقل
بگو عاقل بتاریخ مسیحی ... بسی دیوان عاقل جانفزا

۱۸۹۷ء

ولہ

سخن سنجی کا یہ دیوان عاقل ایک دریا ہے ... نظر آتا نہیں کوسوں ٹھکانا جس کے ساحل کا
عبث غواص بحر فکر تاریخ اشاعت ہو ... لکھو عاقل کہ بن بیا ہے یہ دیوان عاقل کا

۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ طبع از سخنور سحر بیان مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

یہ دیوان عاقل کا بے مثل ہے ... ہیں سب شعر اس کے [illegible]
جو حامد تمہیں فکر تاریخ ہے ... تو لکھو مضامین دلکش [illegible]

۱۳۱۵ھ

دیوانِ فاضل

[illegible]

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے [illegible]

۸۔ قلمی نسخے [illegible] کی کتابیں جاری نہ کی جائیں گی۔ فقط